إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL

QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۶؎ ششماہی للعہ سہ ماہی عار

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۹۹ | مورخہ ۲ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء | یوم جمعہ | مطابق ۱۷ رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

نشانِ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت خلیفۃ المسیح کے حرم ثانی میں ولادت باسعادت

ایک بھائی تحریک فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے کسی گذشتہ یا نئے نشان کا ذکر "الفضل" میں ہوا کرے۔ یہ تحریک بہت مبارک ہے۔ کیونکہ اس سے جہاں اپنی جماعت کے لوگوں کے ایمان تازہ ہونگے وہاں دوسروں کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبول کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی امید ہے۔ احباب ایسے تازہ بچشم دید نشانات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت میں ظاہر ہو چکے ہوں لیکن ضبط تحریر میں نہ آئے ہوں۔ یا جو آئندہ کسی جگہ اور کسی موقعہ پر رونما ہوں۔ بھیجکر تشکریہ کا موقعہ دینگے ؛

اس تحریک کی ابتدا ہم اس تازہ نشان سے کرتے ہیں۔ جو ہفتہ گذشتہ میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ظاہر ہوا یعنی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مشکوئے معلی میں حرم ثانی (بنت جناب ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب)

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو انتڑیوں کی تکلیف کی وجہ سے پیچش کی شکایت ہوگئی ہے۔ احباب حضور کی صحت کیلئے دعا فرمائیں

مس ویلنٹائن نام ایک یورپین خاتون جو انقلاب روس پر ہندوستان میں لیکچر دے رہی ہیں۔ ۲۷ مارچ کو قادیان تشریف لائیں۔ اور ۲۸ کی شام کو تعلیم الاسلام ہائی سکول ہال میں انقلاب روس پر انگریزی زبان میں بامداد میجک لینٹرن تقریر کی۔ اور پانچ سالہ ذاتی تجربات کی بناء پر واقعات ہوش ربا کا ذکر کیا۔ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر اردو میں مطلب بیان کرتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بھی رونق افروز تھے۔ مستورات بھی ہال کی گیلری میں بیٹھی تھیں۔

مجلس مشاورت کے موقعہ پر جو احمدیہ نمایش منعقد ہونیوالی ہے۔ اس کے منتظم ماسٹر نواب دین صاحب بی اے۔ بی ٹی مقرر ہوئے ہیں ؛

سے دختر نیک اختر متولد ہوئی ہے۔ جس طرح ہر ایک وہ واقعہ جو خدا تعالیٰ کے نبی کی پیشگوئی کے ماتحت رونما ہونے پر نبی کی صداقت کی دلیل اور آیت ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کا ہر مولود آپ کی صداقت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ جہاں آپ کو خدا تعالیٰ نے ترٰی نسلاً بعیداً کی خوشخبری بذریعہ الہام دی۔ اور آپ نے اسے قبل از وقت شائع فرما دیا۔ جو نہایت وضاحت سے پوری ہوئی وہاں آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا:۔

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد ٭ بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہونگے یہ برباد ٭ بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی ٭ فسبحان الذی اخزی الاعادی

اپنی اولاد کے بڑھنے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی کیسی صاف اور واضح ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود کے مقدس خاندان کا ہر ایک مولود مسعود اس پیشگوئی کو پورا کرنے کا فخر حاصل کرتا ہے۔ اس لئے اس کی ولادت آپ کی صداقت کا نشان ہے ٭

دنیا میں کون انسان ہے۔ جو اپنی ذات کے متعلق بھی یہ کہہ سکے کہ میرے ہاں ضرور اولاد ہوگی۔ اور نہ صرف اولاد ہوگی بلکہ زندہ بھی رہیگی کجا یہ کہ وہ اولاد کے متعلق بھی کہہ سکے۔ کہ وہ آگے ترقی کریگی۔ اور بڑھیگی۔ پھر کون ہے جس نے اپنی طرف سے یہ کہا ہو۔ اور اس کا کہنا پورا بھی ہو گیا ہو۔ اس قسم کی کوئی مثال روئے زمین پر نہیں مل سکتی۔ کیونکہ یہ باتیں بشری حدود سے قطعاً باہر ہیں۔ اور سوائے اس انسان کے جسے خدا تعالیٰ ہی اولاد ہونے اور اس کے بڑھنے کی خبر دے۔ اور کوئی اوّل تو اس قسم کا دعوےٰ ہی نہیں کر سکتا۔ اور اگر کرے۔ تو وہ پورا نہیں ہو سکتا۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دعوےٰ کہ میری نسل بہت بڑھیگی۔ اور پھر اس دعوےٰ کا پورا ہونا آپ کی صداقت کا نشان نہیں ہے۔ یقیناً ہے۔ اسی لئے ہم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم ثانی میں دختر متولد ہونے کو بھی ایک نشان قرار دیتے ہیں۔ ہماری دلی دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مولودہ مسعودہ کو اپنے مقدس خاندان کی مقدس خاتون بنائے۔ اور ان برکات سے حصہ وافر بخشے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نسل کیلئے خدا تعالیٰ سے طلب فرمائی ہیں۔

ہم اس موقعہ پر تمام جماعت کی طرف سے اپنے امام محترم کے حضور اور تمام خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبارکباد عرض کرتے ہیں ٭

اخبار احمدیہ

چندہ خاص بذریعہ تار

تحریک چندہ خاص ۴۰ فیصدی مجھے روانہ کئے ہوئے آج (۱۸ مارچ) تیسرا دن ہے۔ کہ سب سے پہلے جہلم کے جناب ڈاکٹر محمد شاہ نواز خان صاحب نے اس تحریک کے مطالعہ کے بعد پہلا کام یہ کیا ہے کہ اپنی آمدنی کا ۴۰ فیصدی مبلغ اسی روپے بذریعہ تار حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور ارسال فرما دیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

یہ چندہ خاص کی تحریک احباب تک پہنچ چکی ہوگی۔ تحریک کے شائع ہوتے ہی یہ سوال پیدا ہونے لگتا ہے۔ کہ کس کس جماعت سے کیا کیا وعدے آئے ہیں۔ اور مجلس مشاورت کے موقعہ پر جبکہ قریباً تمام جماعتوں کے نمائندے حضرت اقدس کے حضور پیش ہونگے۔ یہ سوال ضرور پیدا ہوگا۔ اس لئے عہدیداران خاص طور پر اس کا خیال فرمائیں کہ وعدوں کی فہرست مکمل کر کے بواپسی ارسال فرمائیں بہت سی جماعتوں نے تو اس جمعہ پر فہرست مکمل کر لی ہوگی۔ کیونکہ جمعہ کے دن پہنچانے کی کوشش کی گئی تھی۔ پس جو احباب باقی ہوں۔ ان کے وعدے ہفتہ و اتوار میں لے لئے ہونگے۔ بہرحال میں ڈاکٹر محمد شاہ نواز خان صاحب کی رقم جو سب سے پہلے داخل ہو رہی ہے۔ اس کا اعلان کرتے ہوئے احباب کو خاص طور پر تحریک کے کامیاب بنانے کی تاکید کرتا ہوں۔

ناظر بیت المال۔ قادیان

اعلان نظارت علیا

اب تک مرکزی دفاتر اپنے اپنے متعلقہ عہدیداران جماعتہائے کی فہرست اپنے پاس رکھتے ہیں۔ مگر اب ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ ہر جماعت کے عہدیداران کی فہرست مرکز کے ہر دفتر میں رہنی چاہیئے۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا تمام جماعتوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اپنی اپنی جماعت کے ہر ایک عہدیدار کا پورا پورا پتہ لکھ کر مجھے بھیجدیں۔ میں ہر ایک دفتر میں اس کی اطلاع بھیجدوں گا ٭

ذوالفقار علی خان قائم مقام ناظر اعلیٰ قادیان

درخواست دعا

(۱) برادر محمد الدین صاحب اکونٹنٹ میونسپل کمیٹی فیروزپور کا ایک بچہ جو قریباً چار سال کا تھا۔ اور جسے انہوں نے خدمت دین کے لئے وقف کیا ہوا تھا۔ فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے قبل بھی وہ کئی بچوں کے فوت ہونے کے صدمے اٹھا چکے ہیں۔ وہ اپنے لئے صبر اور راضی برضا رہنے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہوئے یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ احباب ان کے چھوٹے بچے کی صحت اور عمر درازی اور خادم دین ہونے کے لئے بھی دعا کریں۔ احباب خاص طور پر ان کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲) میرے چھوٹے لڑکے محمد عمر نے جو خلافت ثانیہ کے عہد میں پیدا ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس کا نام رکھا۔ حفظ قرآن شریف ختم کیا ہے۔ اسوقت اس کی عمر گیارہ سال ۸ ماہ کی ہے۔ عزیز مذکور نے قرآن شریف پانچ سال کی کوشش سے یاد کیا ہے۔ میری نیت ہے۔ کہ اسکو خدمت دین میں لگاؤں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ اس کی تعلیم و تربیت کے لئے غیب سے سامان پیدا کر دے۔ اور نیز اسکی والدہ کے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس کو اجر دے اس نے اس کام میں میرا ہاتھ بٹایا۔ بلکہ زیادہ حصہ اس کام میں اسکی محنت کا ہے۔ ۹ مارچ ۱۹۲۶ء کو عزیز مذکور کی ختم قرآن شریف کی آمین میں احباب کو دعوت دی گئی جس میں ۷۰ کے قریب احمدی احباب مع زن و بچہ شامل تھے۔ محمد عثمان مدرس گورنمنٹ ہائی سکول۔

(۳) خاکسار نے اس علاقہ سے کشمیر سرکل میں اپنی تبدیلی کی درخواست دی ہے۔ جملہ برادران احمدیہ سے التجا ہے۔ کہ خاکسار کی تبدیلی کشمیر سرکل میں ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ راجہ عبدالرحمٰن خان فارسٹ رینج آفیسر جموں کل

(۴) میں احباب سے درخواست ہے۔ کہ خاکسار کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ بندہ کو تمام دکھ اور مصائب سے محفوظ رکھے۔ خاکسار عبدالکریم از کلکتہ۔

(۵) خاکسار کا لڑکا اعجاز احمد سلمہ اللہ تعالیٰ بیمار ہے۔ احباب اسکی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ علی احمد کارکن دفتر ڈاک۔ قادیان

ڈاکٹر غلام غوث صاحب

ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب سینٹری انسپکٹر کانپور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے اور مخلص خادم ہیں۔ پنشن یاب ہو کر تشریف لے آئے ہیں۔ اب انکی مستقل سکونت قادیان میں ہوگی ٭

ولادت

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عاجز کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے بزرگان سلسلہ کی خدمت میں عاجزانہ التماس ہے کہ مولود کے نیک باعمر اور خادم اسلام ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد ابراہیم از دہلی

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا کے طفیل خداوند تعالیٰ نے عاجز کو

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم جمعہ۔ قادیان دارالامان - ۲ر اپریل ۱۹۲۶ء

آئندہ نسلوں کے لئے ایک اہم یادداشت

اللہ تعالے اپنی پاک کتاب میں فرماتا ہے:۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ٥ (سورہ انبیاء)

اس آیت شریفہ میں سبحانہ تعالے یہ کلیہ بیان فرماتا ہے کہ ہر نبی کو اللہ تعالے توحید دیکر بھیجتا رہا۔ مگر خود اسی نبی کو لوگوں نے خدا کا شریک بنالیا۔ حالانکہ وہ ساری عمر لوگوں کو شرک سے روکتا رہا۔ اسپر ایک سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ اس کی کیا وجہ؟ جبکہ وہ نبی ساری عمر شرک کی تردید کرتا اور توحید کی طرف بلاتا رہا۔ تو خود اسی کو کس طرح لوگ خدا کا شریک قرار دے سکتے ہیں۔ اس لئے فرمایا۔ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ٥ یعنے ان کو خدا کا شریک اس لئے بنالیا گیا۔ کہ وہ لوگ توحید کے واعظ ہونے کی وجہ سے خدا کے مقرب و محبوب تھے۔ خدا نے ان کی عزت افزائی کے لئے محبت کے کلمات ان کے حق میں کہے۔ کسی کو رفعناہ مکاناً علیاً کسی کو قربناہ نجیاً۔ کسی کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ تو کسی کو ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ قرار دیا۔ ایسے الفاظ سے جاہل لوگ اصل مفہوم سے ترقی کرکے غلو تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور انہیں توحید کے واعظوں کو خدا کا شریک بنانے لگتے ہیں۔ یہ ہے اصل سبب نبیوں کے متعلق مشرکانہ عقائد کا۔

اب اس آیت کی تصدیق کے لئے واقعات پر نظر ڈالو اور دیکھو قرآن مجید صاف لفظوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منہ سے کہلوا رہا ہے۔ قُلْ لَّوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ۔ مگر باوجود اس کے آج کل لاکھوں نام کے مسلمان حضرت رسول مقبول کو عالم الغیب مانتے ہیں۔ یہی خطرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی ہے آپ ساری عمر مسیح پرستی اور بجز اللہ پرستی کی تردید کرتے رہے مگر ممکن ہے کہ سینکڑوں برس کے بعد ایک ایسا زمانہ آئے کہ وہی شخص جو انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی کے مطابق ہمہ تن توحید تھا۔ اسی کو خدا کی صفات دیدی جائیں اس لئے میں نے محسوس کیا۔ کہ آئندہ آنے والی احمدی نسلوں کو متنبہ کردوں۔ کہ وہ مشرکانہ عقاید میں گرفتار نہ ہوجائیں اس کے لئے ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق وہ عقائد درج کرتا ہوں۔ جو ہم تمام مبایعین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رکھتے ہیں۔ تاکہ پچھلی نسلیں غلو سے محترز رہیں۔ اور ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہوجائیں۔

(۱) حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور کو ہم لوگ چودھویں صدی کا مجدد اور اماماً منکم کے مطابق مہدی اور ینزل فیکم ابن مریم کے موافق مسیح موعود اور مسلم کی حدیث نبی اللہ کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا نبی یقین کرتے ہیں۔ اور خود حضرت ان تمام دعاوی کے مدعی تھے۔

(۲) ہم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر اور انسان سمجھتے ہیں۔ اور علاوہ نبوت کے محض بشر یقین کرتے ہیں۔

(۳) ہم لوگ ایمان رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مخصوصہ میں سے کوئی ایک صفت بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل نہ تھی نہ اور کسی نبی کو۔

(۴) ہمارا یقین ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم الغیب نہ تھے۔ ہاں جو بات خدا آپ کو بتا دیتا تھا وہ معلوم ہوجاتی تھی۔ اور نبیوں کی طرح اظہار غیب آپ پر ہوتا تھا۔ مگر آپ میں علم غیب کی صفت نہ تھی۔ کہ جب چاہا۔ اور جس کا چاہا۔ آپ کو اسی کا علم ہوجائے۔ بلکہ ہم سب انسانوں کی طرح آپ کا علم تھا۔ آپ کو یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ کل کیا ہوگا۔ یا یہ کہ آپ کی پیٹھ کے پیچھے کیا ہو رہا ہے۔ یا یہ کہ دنیا میں کیا کیا کچھ واقعات ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹری، سائنس ریاضی وغیرہ ہزاروں مروجہ علوم کی کروڑوں باتیں جس طرح اور انبیاء کو معلوم نہ تھیں۔ اسی طرح آپ کے علم میں بھی نہ تھیں۔ اور نہ انبیاء کے منصب کے لئے ان باتوں کا علم ضروری ہے۔

(۵) آپ میں تصرف کی صفت نہ تھی۔ یعنی جس طرح خدا میں یہ صفت ہے۔ کہ وہ جو چاہتا ہے۔ ہوجاتا ہے۔ یہ بات آپ کو حاصل نہ تھی۔ نہ خدا ہی نے آپ کو یہ اختیار ہمیشہ کے لئے یا ایک لمحہ کے لئے بھی دیا تھا۔ بلکہ دیگر انسانوں کی طرح آپ بھی قانون قدرت کے ماتحت تھے۔ کئی حادثات ایسے آئے۔ کہ آپ ان کا آنا نہ چاہتے تھے۔ اور بالمقابل اس کے کئی واقعات ایسے تھے۔ کہ جن کے رونما ہونے کے حضرت متمنی تھے۔ مگر وہ واقعات رونما نہ ہوئے۔ حضرت نہ کسی کے لئے نہ اپنے لئے ضار و نافع تھے۔ یعنی اپنی مرضی سے جس کو چاہیں۔ نقصان پہنچا سکیں۔ اور جس کو چاہیں۔ نفع دے سکیں۔ ایسا نہ تھا۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی طرح آپ کی دعائیں قبول بھی فرما لیتا تھا۔ اور جس دعا کو قبول کرنا نہ چاہتا۔ اس کو نہیں بھی قبول کرتا تھا۔ مگر خود آپ میں تصرف کی قوت نہ تھی۔ بالکل اسی طرح قانون قدرت کے بس میں تھے۔ جس طرح مسلم و کافر سب انسان ہیں۔

(۶) آپ بیمار ہوتے تھے۔ غمگین ہوتے تھے۔ آپ کو بھوک لگتی تھی۔ آپ کو چوٹ لگتی تھی۔ درد ہوتا تھا۔ درد و بیماری سے تکلیف پاتے تھے۔ چاہتے تھے کہ درد و بیماری نہ ہو۔ مگر یہ نہ تھا۔ کہ حضرت کی خواہش سے درد یا بیماری دور ہوجائیں سوائے اس کے کہ خدا خود اپنی مرضی سے دور فرمائے۔ آپ پر سردی۔ گرمی اور موسموں کے تغیرات اسی طرح اثر کرتے تھے۔ جس طرح عام انسانوں پر۔ آپ پاخانہ۔ پیشاب۔ پسینہ وغیرہ لوازم بشری سے مبرا نہ تھے۔ آپ کا سایہ تھا۔ آپ کبھی بات بھول بھی جایا کرتے تھے۔ جوانی۔ ادھیڑ عمر اور بوڑھاپا یہ تغیرات آپ پر بھی اور انسانوں کی طرح آئے تھے۔

(۷) آپ بیمار ہوجاتے۔ تو خود اپنی مرضی سے بیماری دور نہ کرسکتے تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے۔ اور یونانی و ڈاکٹری علاج کرتے۔ اور طبیبوں کی بتائی ہوئی ہدایات پر عمل کرتے۔ اور چاہتے تھے۔ کہ یہ بیماری دور ہو۔ اور بیماری سے ایسی تکلیف اور اذیت پاتے تھے۔ کہ اگر آپ کو اختیار ہوتا۔ تو خود بیماری کو دور کردیتے۔ مگر یہ اختیار و تصرف نہ تھا۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوتی۔ تو آرام ہوجاتا۔

(۸) آپ بیماریوں۔ وباؤں۔ چوروں۔ ڈاکوؤں۔ زلازل اور دیگر تمام نقصان رساں اشیاء سے بچنے کے لئے علاج حفظ ماتقدم۔ پہرہ۔ خیموں میں رہنا وغیرہ وغیرہ مناسب اسباب استعمال فرماتے تھے۔ مگر بھروسہ اور توکل اسباب پر قطعاً نہ فرماتے۔ بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات پر آپ کا بھروسہ تھا۔ اور اسباب میں سے سب سے بڑا سبب دعا یقین فرماتے تھے مگر کوئی سبب بھی جس کی شرع میں مخالفت نہ ہو۔ آپ چھوڑتے نہ تھے۔

(۹) آپ کا ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور وصال ہوگیا۔ اور آپ اپنے تمام محبین کو غمگین چھوڑ کر اپنے اللہ کے حضور جا پہنچے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(۱۰) آپ کے مرید آپ کو سجدہ نہ کرتے تھے۔ اور اس کام کو قطعی حرام سمجھتے تھے۔ اور سمجھتے ہیں۔ اور نہ آپ کے پاؤں پر گرتے تھے۔ نہ پاؤں کو تعظیماً چھوتے تھے۔ نہ آپ کو ایسا پسند تھا۔ اور اگر کسی ناواقف نے ایسا کیا بھی۔ تو آپ نے منع

اس کو روک دیتے تھے۔ ہاں جس کو محبت کا بہت جوش آتا۔ وہ محبت سے بے قرار ہو کر آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا۔ اور بس۔ اور یہی صحابہ کرام رضؓ کا دستور تھا۔ آپ کی مجلس میں آپ کے مُرید وقار اور متانت کے ساتھ آپ کی باتیں سُنتے۔ آپ سے باتیں کرتے۔ اور کبھی ایک دوسرے سے بھی باتیں کر لیتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ کوئی کام بھی جو خدا تعالےٰ کی تعظیم یا عبادت کے لئے مخصوص ہے۔ آپ کے مُرید بطور تعظیم یا عبادت یا اور کسی طرح آپ کے حق میں نہ کرتے تھے۔ آپ کی عبادت ہم ویسی ہی حرام سمجھتے ہیں۔ جیسی کسی اور غیر اللہ کی۔

(۱۱) آپ زندہ نہیں۔ فوت شدہ ہیں۔ اور بہشتی مقبرہ میں آپ کا مزار ہے۔ ہم جب اس قبرستان میں جاتے ہیں۔ تو اسلامی طریق کے مطابق اور قبرستانوں کی طرح السلام علیکم یا اھل القبور و انا ان شاء اللہ لکم لاحقون کہتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام سے اپنی ضروریات نہیں مانگتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضروریات طلب کرتے ہیں۔ مثلاً ہم کہتے ہیں اے اللہ! تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح کو لا انتہا ترقیاں عطا فرما۔ آپ نے جو دعائیں دنیا میں اسلام کی ترقی یا دیگر مطالب کے لئے تجھ سے مانگی تھیں۔ وہ قبول فرما۔ آپ کے مقاصد پورے ہوں وغیرہ وغیرہ۔

پس اے پیچھے آنے والی نسلو! اچھی طرح جان لینا۔ کہ ہم حضرت سے استعانت حاصل نہیں کرتے۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ حضرت بھی اللہ کے حضور اسی طرح محتاج و فقیر ہیں۔ جس طرح ہم۔ پس ہم اپنی ضروریات اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں۔ نہ آپ سے۔

(۱۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم حاضر ناظر نہیں سمجھتے۔ نہ مشکل کشا۔ نہ حاجت روا۔ نہ داتا۔ نہ رازق نہ مالک۔

(۱۳) ہمارا یہ اعتقاد ہے۔ کہ جو کچھ ہم پر واقعات گزرتے ہیں۔ ان کا حضرت کو کچھ پتہ نہیں۔ ہاں اگر خدا چاہے اور کوئی بات بتا دے۔ تو یہ الگ بات ہے۔

(۱۴) بعض جاہل مسلمان اولیاء اور انبیاء کی شان میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ وہ جو چاہتے کر سکتے تھے۔ مگر تقدیر الٰہی اور خدا کی مرضی کے ادب سے حوادث کو ٹالتے نہ تھے۔ اس کو ہم بالکل غلط سمجھتے ہیں۔ نہ پہلے اولیاء اور انبیاء کی یہ شان ہم یقین کرتے ہیں۔ نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔

(۱۵) ہم وحدت وجود کے ہرگز قائل نہیں۔ نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مذہب تھا۔ بلکہ ہمارا اعتقاد ہے۔ کہ خدا وراء الوراء ہستی ہے۔ اور یہ جو کچھ ہم کو دنیا و مافیہا میں نظر آتا ہے۔ یہ سب غیر اللہ ہے۔ ہاں اسکو اللہ تعالےٰ نے اپنی مرضی سے عدم سے وجود میں لایا ہے۔ اور تمام انبیاء اور اولیاء اور مومن ہمیشہ کے لئے اللہ سے الگ مگر اس کے ماتحت اس کی بندگی میں اس کے بہشت میں رہینگے۔ نہ دنیا و مافیہا اللہ کے وجود سے نکلے ہیں۔ نہ یہ کثیف دنیا کبھی اللہ میں مل سکتی ہے۔ اور اس دنیا کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں سوائے عبد و معبود و خالق و مخلوق ہونے کے۔

(۱۶) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل سمجھتے ہیں۔

(۱۷) ہمارا اعتقاد ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شریعت محمدیہ کے اسی طرح متبع تھے۔ جس طرح ہر مسلمان اور شریعت محمدیہ کا ایک نقطہ یا شعشہ تک نہ آپ نے منسوخ کیا۔ نہ قیامت تک کوئی کر سکتا ہے۔

(۱۸) حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم اور کامل مظہر تھے۔ اور آپ سے افضل یا مساوی نہ تھے۔ بلکہ آپ کے غلام تھے۔

(۱۹) اس اُمت میں تیرہ سو برس میں کوئی شخص نبی نہیں ہوا سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔

(۲۰) ہم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امت محمدیہ میں سب سے افضل سمجھتے ہیں۔

سید محمد اسحٰق یکے از مریدان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
از قادیان دارالامان

جمعیۃ العلماء کی تصویر پرستی

جمعیۃ العلماء کا اخبار "الجمعیۃ" (۲۲ مارچ) بعنوان بت شکنوں کی بت پرستی لکھتا ہے:-

"ایران سے اطلاع آئی ہے۔ کہ اعلیحضرت رضا شاہ پہلوی نے جنرل جان محمد کمانڈر افواج مشہد قبیہ کو ان خدمات کے صلہ میں جو انہوں نے ترکمانی بغاوت کے استیصال میں انجام دی ہیں۔ اپنی ایک قد آدم تصویر بھیجی تھی۔ جب وہ تصویر شہر کے قریب پہنچی تو جنرل صاحب اپنے عملہ سمیت اس کے استقبال کے لئے بہت میل تک گئے۔ فوجی طریقہ پر اسکو سلامی دی۔ بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ اسے شہر کی طرف لے چلے۔ اور شہر پہنچکر اسے توپوں کی سلامی دی۔ یہ واقعہ اس دینی بے حسی اور اسلامی جذبات کی کمزوری کا ایک نمونہ ہے۔ جو اسلامی ممالک میں ہو رہی ہے۔ ایران ان ممالک میں سے ہے۔ جو آغاز اسلام سے رسم ابراہیمی کے پابند ہیں مگر جہالت کا بُرا ہو۔ کہ آج وہاں بھی رسم آذری کو تازہ کیا جا رہا ہے۔ کیا وہاں کے علماء و مجتہدین میں اتنی جرأت نہیں ہے۔ کہ اس قسم کی فرنگی تقلیدات کے خلاف اعلان حق کریں"

"الجمعیۃ" کا یہ خیال تو بالکل صحیح ہے۔ کہ "یہ واقعہ اس دینی بے حسی اور اسلامی جذبات کی کمزوری کا ایک نمونہ ہے۔ جو اسلامی ممالک میں رونما ہو رہی ہے" لیکن سوال یہ ہے کہ "الجمعیۃ" کو جو خود اپنے صفحات میں نوجوان خوبصورت لڑکیوں کے فوٹو طلب کرنے کا اعلان کر چکا ہے۔ ایرانیوں کے خلاف اس طرح اظہار ناراضگی کا کیا حق ہے۔ جو علماء نوجوان لڑکیوں کی تصویریں دیکھنے کی خواہش ظاہر کر چکے ہوں۔ اور اس کے لئے ان کا اخبار خاص اشتہار شائع کر چکا ہو۔ وہ نہ صرف شرعاً بلکہ اخلاقاً بھی ان لوگوں سے بڑھکر مجرم اور قابل ملامت ہیں۔ جنھوں نے اپنے بادشاہ کی قد آدم تصویر کی فوجی طرز پر تعظیم کی۔

رہی یہ بات کہ ایران کے علماء و مجتہدین نے ان کو کیوں نہ روکا۔ اس کے متعلق بھی جمعیۃ العلماء کو اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھ لینا چاہیئے۔ کیا انہوں نے ہندوستان کے لوگوں کو تصویریں بنانے سے روک دیا ہے۔ دوسروں کو روکنا تو الگ رہا۔ خود لڑکیوں کی تصویریں دیکھنے کے شوق کا اظہار کر چکے ہیں۔ پھر ایران کے علماء پر کیا الزام؟

اگر ایک مردانہ تصویر کی فوجی طریق سے تعظیم کو "بت پرستی" کہا جا سکتا ہے تو کیوں نوجوان اور خوبصورت لڑکیوں کی تصویریں طلب کرنیوالوں کو تصویر پرستی کا خطاب نہیں دیا جا سکتا۔

حضرت مسیح موعود کا ایک زرین اصل

ہندوستان کے مذہبی میدان کارزار میں سب سے اوّل یہ زرین اصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی پیش فرمایا ہے کہ ہر مذہب والے کو دوسرے مذاہب کی بُرائیاں بیان کرنے کی بجائے اپنے مذہب کی خوبیاں پیش کرنی چاہئیں۔ اور دوسروں کو یہ دعوت دینی چاہیئے کہ وہ بھی ان کے مقابلہ میں اپنے مذہب کی خوبیاں بتائیں۔

آپ نے نہ صرف یہ اصل پیش کیا۔ بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھایا۔ آپ نے متعدد مواقع پر دیگر مذاہب کے نقائص بیان کئے بغیر اسلام کی خوبیاں اس وضاحت کے ساتھ پیش فرمائیں کہ مخالفین تک عش عش کر اُٹھے۔ اب جوں جوں زمانہ گذر رہا ہے۔ اور لوگوں کی ذہنی اور دماغی اصلاح ہو رہی ہے۔ وہ اسی طرف آ رہے ہیں کہ دوسروں کو بُرا بھلا کہنے کی بجائے اپنے مذہب کی خوبیاں پیش کرنی چاہئیں۔ اور زیادہ خوشی کی بات یہ ہے۔ کہ شیعہ فرقہ جس میں تبرا بازی کا مذموم رواج پایا جاتا ہے۔ اسی بھی اس طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ حال میں پنجاب پراونشل شیعہ کانفرنس کا جو اجلاس لائل پور میں ہوا۔ اس میں کانفرنس کے صدر جناب سید جلال الدین حیدر صاحب ایم اے پروفیسر چیفس کالج لاہور نے جو خطبہ پڑھا اس میں تبلیغ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے سامعین کو اس طرح مخاطب فرمایا۔

"اس مبارک کام میں فقط اتنی احتیاط کی ضرورت ہے۔ کہ حکمت اور موعظہ حسنہ کی شرعی پابندیوں سے قدم باہر نہ نکالئے۔ دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کو مجمع عام میں بُرا کہنا موعظہ حسنہ نہیں ہے......"

جماعت احمدیہ اور سیاسیات ہند

جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے کی تقریر جو آپ نے گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقع پر کی تھی،

میرا مضمون ہندوستان کی سیاسی حالت ہے۔ نہ وہ سیاسی حالت جس کا احمدیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ وہ سیاسی حالت جس کا احمدی نقطہ نگاہ کے ساتھ قدم قدم پر تصادم ہو رہا ہے۔

جماعت احمدیہ اور سیاسیات ہند کے مضمون پر بولنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ جب سے ہندوستان میں سیاست کا ولولہ پیدا ہوا۔ اور لوگ سیاسی جوش میں بھر گئے۔ تب سے تبلیغ کے کام میں روکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور جماعت احمدیہ جس کا خاص الخاص نصب العین تبلیغ و اشاعت اسلام ہے اور جو پوری تن دہی اور ہمت کے ساتھ اس نصب العین کو پورا کرنے کے لئے کوشاں رہتی ہے۔ وہ اس عام سیاسی رو کی وجہ سے میدان تبلیغ میں کسی قدر سست ہو گئی ہے۔ اب اگر اس کمزوری کا کوئی علاج نہ سوچا جائے۔ تو پھر اس کمزوری کے اور بھی بڑھ جانے کا احتمال ہے ؛

حب وطن کا جذبہ

تبلیغ چونکہ ہمدردی ہے۔ جو ایک انسان دوسرے سے کرتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے بھی جب تک طبیعتوں میں ایک ولولہ اور جوش پیدا نہ ہو۔ تب تک یہ بھی اچھی طرح نہیں ہو سکتی۔ اور اگر اس کے ساتھ حب وطن بھی ہو۔ تو پھر تو یہ نہایت عمدگی کے ساتھ سر انجام پاتی ہے۔ آپ لوگ جانتے ہیں۔ کہ حب وطن اس قسم کا جذبہ ہے۔ کہ جس کے سمجھانے کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں۔ یہ اپنے آپ پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کی سمجھ بھی کہ یہ کیا ہے۔ اور کیونکر ہے از خود ہی آتی ہے اگر خالی دلائل سے سمجھانے کی کوشش کی جائے۔ تو نہ سمجھانے والا سمجھا سکتا ہے۔ اور نہ سمجھنے والا سمجھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایک شخص کے باپ کی بے عزتی کرے۔ تو وہ ضرور انتقام کی کوشش کرتا اور کسی سمجھانے بُجھانے کی بات نہیں سنتا۔ کیونکہ یہ ایک جذبہ ہے جو ایسے وقت پر بھڑک اٹھتا ہے۔ اسی طرح جب ہمارے رشتہ داروں پر حملہ ہوتا ہے۔ ہم دلائل نہیں ڈھونڈا کرتے بلکہ اس حملہ کی مدافعت کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا انتقام لیتے ہیں۔ یہ بھی ایک جذبہ ہے۔ اسی طرح حب وطن بھی ایک جذبہ ہے۔ جو ہر صحیح الدماغ انسان میں پایا جاتا ہے۔ اور اس جذبہ پر جو اعتراض کرتا ہے۔ وہ دشمن ہے یا نادان۔ ہماری جماعت کے لوگ جب کسی ہندو یا مسلمان کو دین کی طرف بلاتے ہیں۔ تو وہ آگے سے کہتے ہیں۔ تم ہمارے وطن کو آزاد کرنے میں ہماری مدد نہیں کرتے۔ تو ہم تمہاری بات نہیں سنتے۔ لیکن اگر ان پر یہ ظاہر ہو جائے۔ کہ وطن کو آزاد کرنے کا جذبہ تو ہم میں بھی ہے۔ لیکن اس جذبہ سے کام لینے کا طریق مختلف ہے۔ تو وہ پھر کوئی بات سننے سے انکار نہیں کر سکتے ؛

احمدیوں میں حب وطن

سیاسی لوگ احمدیوں کی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ اور اس قسم کے حالات دیکھ کر احمدیوں کے دل بھی کمزور ہو رہے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ جس بات کے متعلق خیال کر رہے ہیں۔ کہ وہ ہم میں نہیں وہ ہم میں بھی موجود ہے۔ لیکن ان کے اظہار کا طریق اور ہے اور ہمارا اور۔ احمدی پنجاب کے ہوں یا بنگال کے یا کسی اور جگہ کے وہ انکار نہیں کر سکتے۔ کہ یہ جذبہ ان میں نہیں پایا جاتا۔ اور ملک کی بہبودی بہتری اور آزادی کا خیال ان میں نہیں۔ میں تو کہوں گا۔ ان میں سب سے بڑھ کر ہے۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ ان کی حالت چونکہ جداگانہ ہے۔ اس لئے وہ بعض حالتوں کے ماتحت لوگوں سے کہہ نہیں سکتے کہ ہم بھی تمہاری طرح محب وطن ہیں۔

عدم تعاون اور احمدی

جب گاندھی جی کا شور پڑا۔ تو عدم تعاون کے خلاف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ نے ایک کتاب لکھی۔ اور احمدیوں کی بالخصوص اور تمام دیگر افراد کی بالعموم صحیح صحیح رہنمائی فرمائی۔ کیونکہ وہ تحریک مضر تھی۔ لیکن جماعت کے لوگوں نے اس کا مطلقاً اظہار نہ کیا۔ اور دوسرے لوگوں میں اس کی اشاعت پورے طور پر نہ کی۔ یہ ایک غلطی تھی۔ جو جماعت کے لوگوں سے ہوئی۔ ہیجان کے وقت کھڑا ہونا اور بتانا کہ یہ سیدھی راہ نہیں۔ جو تم نے اختیار کی ہے۔ بلکہ یہ درست راہ ہے۔ جو ہم بتاتے ہیں۔ واقعی مشکل کام ہے۔ لیکن جہاں مذہبی رنگ میں بھی ان کی غلطیوں کو درست کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور جس طرح ہم مذہبی رنگ میں اصلاح کی ضرورت دیکھ کر کرنے سے نہیں ہچکچاتے۔ اسی طرح ہمیں سیاسی ہیجان کے وقت بھی درست اور صحیح بات بتانے سے خوف نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ جس طرح دوائی پینے کا اصلی وقت مرض کے حملے کے وقت ہوتا ہے۔ اسی طرح درست بات بتانے کی ضرورت بھی اسی وقت ہوتی ہے۔ جب لوگ جوش سے یا کسی اور وجہ سے کسی غلطی کے مرتکب ہو رہے ہوں۔ اور غلط راہ اختیار کر رہے ہوں ؛

امام جماعت احمدیہ کی اصابت رائے

تعجب ہے۔ خود ہمارے دوست تو خاموش رہتے ہیں۔ اور اپنی اس روش کو جو سیاسی معاملے کے متعلق امام جماعت احمدیہ کی طرف سے بتائی جاتی ہے۔ ظاہر نہیں کرتے۔ لیکن ان لوگوں کے لیڈر۔ ان کے علماء ان کے پنڈت اور ان کے لیکچرار اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ بے شک وہی رائے درست ہے۔ جو قادیان سے دی جاتی ہے۔ مگر وہ اسے بتانے کب لگے۔ کیونکہ وہ اگر ہماری رائے کو درست اور صحیح کہنا شروع کر دیں۔ تو ان کی وجاہت کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے وہ تو بعد میں بھی جبکہ وہی ہوتا ہے۔ جو احمدی رائے دیتے ہیں۔ مطلقاً اس کو بیان نہیں کرتے۔ کہ قادیان والوں کی رائے درست نکلی۔ اس لئے ہمارا اور بھی یہ فرض ہے۔ کہ جس بات کو ہم لوگوں کے لئے مفید سمجھتے ہیں۔ اسے لوگوں تک پہنچائیں ؛

احمدیوں کی اصابت رائے کا اقرار

میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ جو ہمارے ایک دوست نے سنایا۔ وہ دوست پٹیالہ کے رہنے والے ہیں۔ جب وہ علاقہ ملکانہ میں ارتداد کے وقت بطور مبلغ گئے۔ تو ایک دن جبکہ بھرت پور سے آگرہ کی طرف وہ سفر کر رہے تھے۔ انہیں گاڑی میں دو شخص ہماری نسبت باتیں کرتے ہوئے سنائی دیئے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ میں نے اس خیال سے اپنا منہ کھڑکی سے باہر کر لیا۔ کہ یہ کہیں مجھے پہچان کر باتیں بند نہ کر دیں۔ وہ باہر منہ کئے ان کی باتیں سنتے رہے۔ وہ کہہ رہے تھے۔ کہ دیکھو جی قادیان والوں کی بات سچی نکلی۔ شدھی کا معاملہ تھا۔ وہ اب تباہ ہو رہی ہے۔ لیکن اس کامیابی کا سہرا قادیانیوں کے سر پر رہا۔ پھر جب ایک نے ہماری اور ہماری رائے کی جو ہم نے پیش از وقت بیان کی اور ہمارے کام کی جو ہم نے کر دکھایا بہت تعریف کی۔ تو دوسرے نے کہا۔ مجھے ڈر ہے۔ تم قادیانی نہ ہو جاؤ۔ اس نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ میں ان کو کافر سمجھتا ہوں لیکن قادیان میں جو شخص بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا دماغ خبر نہیں کیسا ہے۔ کہ جو بات کہتا ہے۔ نہایت ہی معقول کہتا ہے۔ اور کسی کی چلنے نہیں دیتا۔ پس علیحدہ طور پر تو یہ لوگ ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں۔ لیکن مجلسوں میں وہ ہمیں دشمن اسلام بتاتے ہیں ؛

سیاسی غلطی

آج کل سیاسی واقعات جو ہندوستان میں ہو رہے ہیں۔ ان سے کچھ تغیر پیدا ہو یا نہ ہو مگر مولوی اور پنڈت لوگ ایک فاش غلطی کر رہے ہیں۔ کہ وہ لوگوں کو مذہب کی طرف نہیں آنے دیتے۔ اور مذہب کو سیاست سے بالکل الگ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو بتلاتے ہیں۔ کہ سیاست میں اگر روحانی باتوں کو ملا دیا جائے۔ تو اس سے آئندہ کے لئے نقصان پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر جس سیاست کو وہ مذہب سے الگ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں بھی وہ غلطی کرتے۔ اور جب ان کی سیاسی غلطی بتلائی جائے۔ کہ اس سے تو الٹا نقصان ہوگا۔ تو بیشک اس وقت وہ خود اور دوسرے لوگ جو ان کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ ہمارے مشورہ کے ماننے سے گریز کرتے ہیں۔ لیکن جب بعد میں ان کو نقصان ہوتا ہے۔ تو پھر ان کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ قادیان سے

جو بات سنائی دیتی ہے۔ وہی سچی ہوتی ہے ✤

علماء کا سب سے بڑا ظلم

لیکن سب سے بڑا ظلم جو علماء نے کیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہچان سے لوگوں کا محروم رکھا۔ لیکن اس مسیح نے جو باتیں ان کی بھلائی کے لئے کہیں۔ اور جس جس طرح ان کو مصیبتوں اور مشکلوں سے نکال کر ترقی کی طرف لے جانے کے ذرائع بتائے۔ وہ اگر ان لوگوں کو بتائے جائیں۔ تو ان کو پتہ چل جائے۔ کہ ہمارا حقیقی خیر خواہ کون ہے اور اصلی بدخواہ کون۔ عقلمند کون ہے اور بے وقوف کون؟

نان کوآپریشن اور ہجرت

نان کوآپریشن اور ہجرت کی تحریک شروع ہوئی۔ جس قدر یہ تباہ کن ثابت ہوئی۔ شائد ہی کوئی اور کارروائی ان لوگوں کی اس قدر تباہ کن ثابت ہوئی ہو۔ ماسوا دیگر لوگوں کے مولویوں نے بھی اسمیں پورا زور لگایا۔ بلکہ اگر یہ کہدیا جائے۔ تو غلط نہ ہوگا۔ کہ مولویوں نے ہی زور کے ساتھ یہ شور پیدا کیا۔ اور اس بات کو اٹھایا۔ کہ نان کوآپریشن کرنی چاہیئے۔ اور اس ملک سے ہجرت کر کے اسلامی ملکوں میں چلا جانا چاہیئے۔ ان لوگوں نے تمام علاقوں میں آگ لگا دی۔ یہانتک کہ فرنٹیئر کے لوگوں کو غلط باتیں بتا کر ہجرت کرا دی۔ میں نے اس علاقہ کے ایک پٹھان سے پوچھا۔ تم کو کیا ہو گیا تھا کہ تم ہجرت کر رہے تھے اس نے کہا۔ کہ مولویوں نے کہا تھا۔ کہ گورے سپاہیوں کو اجازت دی گئی ہے۔ کہ عورتوں میں سے جس عورت کو چاہیں لے لیں۔ یہاں سے تو اس طرح یہ لوگ گئے۔ لیکن جب افغانستان پہنچے تو وہاں کے لوگ بھیڑیوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے ✤

ایک دردناک واقعہ

ان لوگوں میں سے جو ہجرت کر کے افغانستان گئے تھے۔ اکثر افغانستان والوں کے بُرے سلوک کو دیکھ کر بحال تباہ واپس لوٹ آئے۔ ان میں سے ایک نوجوان مجھے ملا جس نے اپنا دردناک قصہ اس طرح سنایا۔ کہ ہم جب ہجرت کر کے افغانستان پہنچے۔ تو وہاں کے لوگوں نے ہمارے ساتھ بھی دوسروں کی طرح بہت بُرا سلوک کیا ہم ایک جگہ ٹھیرے ہوئے تھے۔ کہ چند سپاہی آئے۔ اور میری بہن کو چونکہ نوجوان تھی۔ زبردستی پکڑ کر لے گئے۔ میرا بوڑھا باپ اس صدمہ سے مر گیا۔ اس غریب کو قبر کی بجائے کھائی میں پھینکنا پڑا۔ پھر میں اور میری ماں رہ گئے۔ ہم کو بھی وہ لوگ پکڑنے آئے۔ میں تو بھاگ کر پہاڑ میں چھپ گیا۔ مگر میری ماں نہ جا سکی وہ اس کو پکڑ کر لے گئے۔ یہ وہ لوگ تھے۔ جو اسلامی حکومت کے ماتحت رہنے والے ہیں۔ اور جن کی مدد اور تعاون کے بھروسے پر اہل ہند نے ان کے ملک میں ہجرت کی تھی۔ وہ لڑکا فرنٹیئر کا تھا۔ اس نے پھر بیان کیا۔ کہ میں وہاں سے بھاگا۔ اور خیبر کے پاس کے انگریزی علاقہ میں آ داخل ہوا میں بھوکا تھا۔ وہاں سے میں نے روٹی مانگ کر کھائی۔ غرض ان مولویوں کے کہنے کے مطابق اور ان کی غلط اور بے بنیاد باتوں کو درست سمجھ کر یہ لوگ سب کچھ بیچ کر چلے گئے تھے۔ مگر تباہ ہو کر واپس آ گئے۔ غرض ان لوگوں نے مسلمانوں کے ایک حصہ کو تباہ کر دیا۔ اور یہ کلنک کا ٹیکا مولویوں کے سر پر ہے۔ جو ایسی خطرناک غلطیاں کرنے کے باوجود پھر ہمارے منہ آتے ہیں۔ اگر اور سب باتوں کو چھوڑ بھی دیا جاتا۔ جو ان کی غلطیوں اور جھوٹے مشوروں سے پیدا ہوئیں۔ تو یہی ایک ایسی بات تھی۔ کہ اسے چھوڑا نہ جاتا۔ اور انہیں اس سے ایسا شرمندہ کیا جاتا۔ کہ کہیں کے نہ رہتے مگر یہ ہر روز کوئی نہ کوئی ایسی کارروائی کرتے ہیں۔ کہ جو پہلے سے بڑھ کر نقصان دہ ہوتی ہے ✤

موپلہ قوم کی تباہی

موپلہ قوم ایک مسلم قوم ہے۔ مولویوں کے گروہ نے اس سے بغاوت کرا دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چھ ماہ تک ان کے ملک کو تباہ کیا گیا۔ ان کے حالات کتابوں۔ اخباروں اور رسالوں میں پڑھیں۔ ان سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ تباہ ہو گئے۔ ان کے بچے بے خانماں و برباد ہو گئے۔ ان کی بیویاں۔ ان کی بہنیں۔ ان کے بھائی سب خستہ حالی ہو گئے ان کے علاقہ میں اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ وہ جگہیں جو ان سے آباد تھیں ایسی بن گئیں۔ جیسے کسی نے گدھے کا ہل چلوا دیا ہوتا ہے۔ اور یہ سب ان نا سمجھ اور عاقبت نا اندیش مولویوں کی مہربانی سے ہوا۔ اگر ایک موپلہ نے ایک ہندو کو مارا تھا۔ تو ہندوؤں نے اس ایک بدلے دس دس کو مارا۔ آپ خود اندازہ لگائیں۔ کہ جہاں چھ ماہ تک فوجیں پھرتی رہیں۔ وہاں کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ آخر ان بدقسمت لوگوں کا یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ ہندوستان سے ان کو باہر نکال دیا جائے۔ اگر ایک شخص اس سب تباہی کے اسباب پر غور کرے۔ غور نہیں بلکہ سرسری نگاہ سے دیکھے۔ تو اسے صاف نظر آ جائے گا۔ کہ اس تباہی کی وجہ یہ مولوی ہیں۔ جو جا و بے جا طور پر لوگوں کو مشتعل کرتے رہتے ہیں ✤

مولویوں کا حملہ شریعت پر

اس سے بڑھ کر شریعت پر انہوں نے حملہ کیا۔ انہوں نے اسلام کو کٹھ پتلی بنا دیا۔ مذہب قائم ہے۔ اس کے عقائد نہیں بدل سکتے۔ خدا۔ رسول صلعم اور قرآن کے متعلق جو عقیدے ہیں۔ وہ بدل نہیں سکتے۔ روزہ زکوٰۃ اور حج وغیرہ بدل نہیں سکتے۔ لیکن سیاست ہر وقت بدل سکتی ہے۔ ایک وقت ایک شخص دوست ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے وقت میں وہی شخص دشمن ہو جاتا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے یہ کیا۔ کہ بجائے اسلام کے ماتحت سیاست کرنے کے اسلام کو ہی سیاست کے ماتحت کر دیا۔ اور مطلقاً نہ سوچا۔ کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ دراصل ان کی غرض دنیاوی وجاہت تھی۔ خیال تو یہ تھا۔ کہ بغاوت کی جائے۔ اور انگریزوں سے ملک کو آزاد کرایا جائے۔ مگر اس شورش کے لئے ذریعہ اسلام کو بنا لیا۔ ایک طرف وہ سیاست کے ماتحت اسلام کو کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف سیاسی اغراض کے لئے اسلامی احکام اور عقائد میں دست اندازی کر کے اسے اپنے مطلب کا بنا کر پیش کر دیتے ہیں۔ انہوں نے ہندوؤں کی طرح ایجی ٹیشن کرایا۔ اور فتوے دیدیا۔ کہ انگریزوں کی نوکری کرنا حرام ہے۔ اور کہدیا کہ شریعت حکم دیتی ہے۔ کہ ان سے عدم تعاون کریں۔ بلکہ یہانتک کہنے لگے۔ کہ جو شخص اس میں ہمارے ساتھ اتفاق نہیں کرتے۔ ان سے بھی تعلق چھوڑ دو۔ غرض اس ایجی ٹیشن کو انہوں نے پھیلایا ✤

حرام مکروہ ہو گیا

لیکن جب ایک سال کے بعد تنزل شروع ہوا۔ اور گاندھی جی نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔ تو یہی مولوی کہنے لگے۔ کہ حرام کے لفظ سے ہماری مراد مکروہ تھی۔ کانفرنس کے موقعہ پر میں بھی موجود تھا سیاسی لیڈروں نے جب مولویوں کو کہا۔ کہ تم نے یہ سب تباہی پیدا کی۔ کہ انگریزوں کی نوکری اور کونسلوں کے داخلہ کو حرام قرار دے دیا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہماری مراد اس حرام سے مکروہ تھی۔ اور مکروہ تو بعض حالتوں میں جائز ہوتا ہے۔ اس لئے اب انگریزوں کی نوکری کرنا یا کونسلوں میں شامل ہونا جائز ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں کا خدا پر ایمان ہی نہیں۔ اگر واقعہ میں انہوں نے ایسا سمجھا تھا۔ کہ انگریزوں کی نوکری اور تعلق حرام ہے۔ اور یہی ان کا ایمان تھا تو وہ اس پر قائم رہتے۔ لیکن وہ اس پر قائم نہ رہے۔ اور بہت جلد اپنے فتووں کو غلط قرار دے دیا۔ ان مولویوں کی ان حرکات کو دیکھکر بہت سے ہندوؤں نے کہا۔ کہ تمہارا مذہب تو کھلونا ہے جسے چاہا حلال کر دیا۔ اور جسے چاہا تو حرام کر دیا۔ غرض غیر لوگوں نے اسلام پر ہنسی کی اور یہ ہنسی ان مولویوں نے کرائی۔ خدا ان کو ہدایت دے۔ اگر انہوں نے توبہ نہ کی۔ اور مسیح موعود کی جماعت میں داخل نہ ہوئے۔ تو ضرور اللہ تعالےٰ بدلہ لے گا۔ ان موپلوں کا بدلہ لے گا۔ جن کو انہوں نے بے خانماں و برباد کر دیا۔ اور ان ہجرت کرنے والوں کا بھی بدلہ لے گا۔ جن کو ان کی غلط کاریوں نے تباہ کر دیا ✤

احمدیوں کا قتل

ان مولویوں نے ایک اور غلطی کی۔ اور اس غلطی سے اسلام پر بہت سے اعتراضات پیدا کرا دیئے۔ اور تو کسی طرح یہ لوگ ہماری تبلیغ کو نہ روک سکے لیکن سیاست کے ذریعہ روکنا شروع کیا۔ اور یہ ان کی آخری

کوشش تھی۔ اور آخری بات یہ تھی۔ جو انہوں نے ہمارے برخلاف پیش کی۔ اور یہ وہ غلطی ہے۔ جس میں مبتلا ہونے ہوئے انہوں نے کہا۔ کہ مرتد کو قتل کر دینا اسلام ہے۔ یعنی قتل مرتد کی اسلام میں اجازت ہی نہیں بلکہ حکم ہے۔ اس خیال کے ماتحت نعمت اللہ صاحب کو کابل میں شہید کیا گیا۔ جو ملاں یہاں ہیں۔ وہی کابل میں ہیں۔ اور دین نہ ان کے پاس ہے۔ نہ ان کے پاس۔ ہاں ان کے پاس سیاست ہے۔ اور سیاست ان کے خیال میں مقتضی تھی۔ کہ ایسا کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے خوست کے لوگوں کی بغاوت کا الزام احمدیوں پر لگا دیا۔ اور اس الزام کے نیچے لاکر ان کو قتل کر دیا۔ مذہب کا نام برائے نام لیا۔ در اصل اس میں ان کی سیاسی غرض تھی اور سیاسی اغراض کیلئے ہی احمدیوں کو شہید کیا گیا ٭

ان لوگوں نے تو جو کچھ کیا۔ مگر میں اس وقت ان مولویوں کی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جو ہندوستان میں رہتے ہیں۔ انہوں نے جب دیکھا۔ کہ کابل میں احمدیوں کو قتل کیا جا رہا ہے تو جھٹ آیتوں اور حدیثوں کو پیش کرنا شروع کر دیا۔ کہ ہاں ٹھیک ہے۔ ان کا قتل جائز و درست ہے۔ کیونکہ یہ مرتد ہیں اول تو احمدیوں کا مرتد ہونا ہی ثابت کرنا کارے دارد۔ اگر بفرض محال احمدی مرتد ثابت بھی ہو جائیں۔ تو بھی مخالفین کے لئے یہ مشکل ہے۔ کہ مرتد کا واجب القتل ہونا ثابت کر سکیں مگر باوجود اس کے کہ نہ قرآن میں نہ حدیث میں کوئی ایسا صریح حکم ہے۔ انہوں نے یہ شور مچا دیا۔ کہ کابل نے بالکل درست اور جائز کام کیا۔ اس کا کیا اثر ہوا۔ ہندوستان میں انگریز بھی آباد ہیں۔ ہندو بھی آباد ہیں۔ اور دوسری قومیں بھی آباد ہیں۔ انہوں نے جب دیکھا۔ کہ مسلمان مولوی قرآن اور حدیث سے اس بات کو ثابت کر رہے ہیں۔ کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ تو انہوں نے کہہ دیا۔ مسلمان خونخوار قوم ہے۔ ان سے کوئی معاہدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ جب موقعہ ملے۔ یہ ہمیں بھی قتل کر دیں۔ آخر سیاست لین دین ہی ہے۔ اس لئے ہندوؤں نے تہیہ کر لیا۔ کہ جب تک ہندوستان کو مسلمانوں سے پاک نہ کریں۔ تب تک ملک کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ایسی قوم ہے۔ کہ اختلاف مذہب کی بناء پر قتل کر دیتی ہے۔ آخر سوچنا چاہیئے۔ دیوبندیوں اور امرتسریوں اور دوسرے لوگوں کو کیا ملا یہ کہکر کہ اسلام میں اختلاف عقائد کی بناء پر قتل کر دینے کا حکم ہے۔ وہ ایسی بیہودہ باتیں نہ کرتے۔ جن کا کوئی ثبوت نہیں۔ تو غیر مسلم اقوام کو یہ کہنے کا ہرگز موقعہ نہ ملتا۔ کہ مسلمان خونخوار قوم ہے۔ اس سے ہندوستان کو پاک کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ تو اختلاف مذہب کی بناء پر قتل کر دیتے ہیں ٭

مسلمانوں کے پیدا کردہ اعتراض

اب جب غیر مذاہب والے مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور ایسے اعتراض کرتے ہیں۔ جن سے اسلام بدنام ہوتا ہے۔ تو غیر احمدی ہمیں دعوت دیتے ہیں۔ کہ ان کا جواب آکر دو۔ ذرا ان سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ وہ بات ہی کیوں کہی تھی۔ جس کا کوئی جواب تمہارے پاس نہ تھا۔ اور پھر اب بلاتے انہیں کو ہو۔ جن کے برخلاف یہ طوفان اٹھایا تھا۔ کہ اگر ان اعتراضوں کے جو ہمارے ہاتھوں پیدا ہوئے جواب دو۔ یہ لوگ کہتے تو ہیں۔ کہ ہم سیاست کے ماہر ہیں۔ اگر یہ درست ہے۔ تو ان کو چاہیئے تھا۔ کہ اس موقعہ پر بھی سوچ کر قدم اٹھاتے۔ اور اپنے سیاسی مفاد کو یہاں بھی مدنظر رکھتے۔ فرض کرو۔ کہ امیر کابل کا فعل درست تھا۔ تو بھی یہ لوگ خاموش رہتے اور ہندوستان میں رہنے کے سبب ہندوستان کے ساتھ جو سیاسی مفاد ان کے وابستہ ہیں۔ ان کو مدنظر رکھتے۔ کیا یہ مجبور تھے۔ کہ قتل مرتد کے موضوع پر مضامین لکھتے یا جلسے کرتے۔ مگر افسوس ادھر انہوں نے یہ سب کچھ کیا۔ ادھر دنیا نے یہ کہا۔ کہ مسلمان منہ سے کچھ اور کہتے ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ اور اس خیال سے ہندوؤں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ جہاں مسلمانوں کی بادشاہتیں ہوتی ہیں۔ وہاں وہ لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ تو یہ ایک غلطی تھی۔ جو ان مولویوں اور مسلمانوں نے کی۔ اور ہم چاہتے ہیں۔ کہ اسے لوگوں تک پہنچایا جائے۔ شاید آئندہ کے لئے وہ اصلاح کر لیں۔

سیاست میں تغیر

میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں۔ ہر احمدی کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ آج کل سیاست میں تغیر آچکا ہے۔ جو سیاست آج سے کچھ عرصہ پہلے تھی۔ وہ اب نہیں۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں جو سیاست تھی۔ اس میں اور آج کل کے زمانہ میں جو سیاست ہے۔ اس میں بہت بڑا فرق ہو چکا ہے۔ دوسروں کو جانے دو۔ ہم جو احمدی ہیں۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کرنا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ان تغیرات کے ساتھ بھی کام کرنا ہے۔ جو سیاست میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اصل قائم کیا ہے۔ سیاسیات میں دخل دیتے وقت ہم اس کو مدنظر رکھتے ہوئے مذہب کو سیاست پر ترجیح دیتے ہیں ٭

مسلمانوں کی لامذہبی

مسلمانوں کا تو یہ حال ہے کہ وہ اسلام چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر ان کو ہندوستان کی حکومت مل جائے۔ اس کا ادنےٰ سا ثبوت یہ ہے۔ کہ باوجود گاندھی جی کو مشرک سمجھنے کے انہوں نے ہندوستان کی حکومت حاصل کرنے کے لئے اسے مہدی کہا۔ اور کھلے طور پر کہا۔ کہ گاندھی جی نے جو کام کیا (نعوذ باللہ) وہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نہ کر سکے۔ پھر اس کے سوا ایک بحث کے دوران میں محمد علی صاحب نے کہا۔ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں میں سے ایک بھی نہیں جس میں گاندھی جی کی سی روحانیت ہو۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ عوام پر یہ اثر ہونے لگا۔ کہ ہندو مذہب جب ایسا آدمی پیدا کر سکتا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور مذہب پیدا نہیں کر سکتا۔ تو ہم کو وہی اختیار کرنا چاہیئے۔ ہم جب ملکانوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے ان کے علاقہ میں گئے۔ تو ہمیں کہا گیا کہ ہم تو تمہارے اپنے اقرار کے مطابق گاندھی کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ وہ سب سے بڑا روحانی انسان ہے۔ اور جب وہی سب سے بڑا انسان ہے۔ تو ہم اسی دھرم میں جاتے ہیں۔ جو گاندھی جی کا ہے۔ ان بیچاروں کو کیا خبر۔ کہ ہم احمدی مطلقاً گاندھی جی کو وہ اہمیت نہیں دیتے۔ جو غیر احمدی مسلمان دے رہے ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ اگر کچھ ہو سکتے ہیں۔ تو کسی حد تک سیاسی لیڈر ہو سکتے ہیں۔ روحانیت سے انہیں کیا تعلق۔ اور پھر روحانیت بھی وہ روحانیت جو اسلامی روحانیت کہلاتی ہے۔ اور جو اسلام کے سوا اور کہیں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ مگر مسلمانوں کی دنیا پرستی دیکھو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں تشریف لاکر کہا۔ میرے پاس اسلام ہے لیلو اور گاندھی جی نے کہا۔ میں ایک سال میں حکومت دیدونگا مسلمان اس شخص کی طرف تو نہ آئے۔ جو اسلام دیتا تھا۔ لیکن اس کی طرف جھک پڑے۔ جو صرف حکومت دیتا تھا۔ اور وہ بھی منہ سے نہ کہ واقعہ میں۔ اسلام دینے والے کو نہ مانا۔ مگر دنیا کا وعدہ دینے والے کے آگے گردنیں جھکا دیں۔ اور کہا بے شک تم شرک کرتے رہو۔ ہم تمہیں روحانیت میں سب سے اعلےٰ مان لیتے ہیں۔ بے شک تم اپنی سیاسی دعوت سے اسلام کے بخیئے ادھیڑتے رہو۔ ہم تمہیں اپنا خیر خواہ تسلیم کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی ان باتوں سے خیال ہوتا ہے۔ کہ اگر گاندھی جی دعویٰ کر دیتے کہ میں خدا ہوں۔ تو یہ انہیں خدا بھی مان لیتے۔ غرض ایک نے کہا۔ میں دین دلاتا ہوں۔ لیکن مسلمانوں نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اور دوسرے نے کہا میں حکومت دلاتا ہوں۔ تو اس کے پیچھے چل پڑے لیکن وہ بھی نہ ملی۔ اور ان کا بالکل وہی حال ہوا۔ سے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اسلام کے ضمن میں حکومت مل جاتی ہے

ہمیں تو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اسلام کو حاصل کرو۔ خواہ تمہیں اس کے حاصل کرنے کے لئے مشکلات کا ہی سامنا کرنا پڑے۔ پھر اس سے بڑھکر یہ کہا گیا ہے۔ تم مرو بھی نہ۔ جب تک تم مسلمان نہ ہو۔ یعنی بہترین موت اگر کوئی ہو سکتی ہے۔ تو اسلام پر ہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے تم ہر وقت اسلام کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہو۔ لوگوں کے پاس جو چیزیں تم دیکھتے ہو۔ ان کو اپنا مقصود نہ ٹھہراؤ کیونکہ اگر تم اسلام حاصل کر لو گے۔ تو یہ چیزیں خود بخود تمہیں مل جائینگی۔ دیکھ لو۔ آج لوگ حکومت کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ مگر ان کو کوئی کامیابی نہیں ہو رہی۔ کیونکہ وہ اسلام کے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر رہے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خدا کے لئے ان سب چیزوں کو چھوڑا۔ اور خدا تعالےٰ نے انہیں بادشاہ بنا دیا۔ پس اصل غرض اسلام ہونی چاہیئے۔ یہ چیزیں خواہ وہ حکومتیں اور سلطنتیں ہی کیوں نہ ہوں۔ ضمنی طور پر آپ ہی مل جاتی ہیں۔ انگریزی میں اسے Byproduct کہتے ہیں۔ مثلاً ترکھان صندوق بنانے کے لئے رندے سے لکڑی صاف کرتا ہے۔ اس کی غرض تو صندوق بنانا ہوتی ہے۔ لیکن صندوق بنانے کے لئے جب وہ لکڑی کو رندے سے صاف کرنے لگتا ہے۔ تو اس کے اوپر سے ریزے اڑتے ہیں۔ جنھیں وہ اور کام میں لے آتا ہے۔ ان ریزوں کا حاصل کرنا اس کی غرض نہ تھی۔ بلکہ یہ تو صندوق بناتے وقت اپنے آپ حاصل ہو گئے۔

اسی طرح ایک رئیس گھوڑی مول لیتا ہے۔ اس کی غرض سواری کرنا ہے۔ لیکن اس سے ایک اور چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ جسے لید کہتے ہیں۔ وہ بے فائدہ نہیں ہوتی۔ وہ بھی کام کی چیز ہے۔ جو صرف سواری کے لئے گھوڑی خریدنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کی اصل غرض تو گھوڑی تھی نہ کہ لید۔ لیکن لید اسے گھوڑی کے ضمن میں حاصل ہو گئی ہے۔

حکومتیں خدا ہی دیتا ہے

اگر اصل میں دیکھا جائے تو بادشاہتیں اور حکومتیں خدا ہی جسے چاہے دیتا ہے۔ انسانی کوششوں سے یہ پیدا نہیں ہو سکتیں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ عزت اور ملک اللہ کا ہی ہے۔ جسے وہ چاہتا ہے۔ دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے۔ چھین لیتا ہے۔ پس جو شخص مسلمان ہے۔ اسے حکومتوں کی پروا نہیں۔ وہ جب مُسلمان ہو جاتا ہے۔ اور صحیح طور پر مسلمان ہو جاتا ہے۔ تو بادشاہی پھر اسے گھوڑی کی لید کی طرح ملتی ہے۔ اس کی اصل غرض خدا ہے۔ جو سب کا بادشاہ ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بادشاہی نہیں لینی چاہیئے۔ بلکہ میں یہ کہتا ہوں۔ کہ اسے ایسے طور پر لینا چاہیئے۔ جیسے لید۔ جس کا کہ کار بنایا جاتا ہے۔ اور جو ایک کھیت کی سرسبزی اور شادابی میں مددگار ہوتی ہے۔ دیکھ لو۔ اس زمانہ میں بھی جو مصلح آیا۔ اور جس نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ وہ بھی بادشاہت کے پیچھے نہیں پڑے۔ کیونکہ وہ خوب جانتے تھے۔ کہ جب اسلام پھیلیگا تو خود بخود مسلمانوں کی حکومت ہو جائیگی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی حکومتوں کا خیال نہیں کیا بلکہ آپ نے خدا چاہا۔ اسپر آپ کو خدا بھی مل گیا۔ اور حکومتیں بھی مل گئیں پس اسلام کے مقابلہ میں سیاست کی کوئی حقیقت نہیں۔

سیاست اخلاق فاضلہ کے ماتحت ہے

پھر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے سیاست اسلام ہی کے نہیں بلکہ اخلاق فاضلہ کے بھی ماتحت ہے۔ ہم اخلاق فاضلہ کو سلطنت پر ترجیح دیتے ہیں۔ جھوٹ بد دیانتی۔ فریب اور ظلم سے اگر حکومت ملے۔ تو ہم تھوک دینگے۔ ہم یہ نہیں کر سکتے۔ کہ وعدہ کے خلاف کریں۔ ہم وعدہ کریں۔ تو پورا کرینگے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ انگریزوں کے ساتھ وفا کیوں کی جاتی ہے۔ کیا پوچھنے والے نہیں جانتے۔ قرآن میں ہے۔ هل جزاء الاحسان الا الاحسان کہ احسان کا بدلہ یہی ہے کہ احسان کیا جائے۔ اور حکومت کے متعلق اس کا یہی رنگ ہے کہ اگر انگریز غلطی کریں تو متانت اور سنجیدگی کے ساتھ انہیں اس غلطی کی طرف متوجہ کریں۔ نہ یہ کہ شور و بغاوت کرنی شروع کر دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض انگریزی قوانین کے برخلاف بھی کہا۔ اور ان کے نقائص اور عیوب بھی بتلائے لیکن دوست کی طرح۔ بھائی کی طرح۔ نہ کہ فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے۔ چنانچہ حضور نے پریس ایکٹ کے خلاف بھی لکھا لیکن کوئی شور پیدا نہ کیا۔ بلکہ محضر نامہ بھیجا۔ اور اس میں اس قانون کی مضرات کو واضح کیا۔ پس انگریزوں کی غلطی تو ان پر ظاہر کرنی چاہیئے۔ لیکن جس بات میں بغاوت کی بو ہو۔ اسے ہرگز ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ اور یہی تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے۔

مسیح موعودؑ کی ہندوؤں سے سیاسی گفتگو

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہندوؤں سے بھی سیاست پر گفتگو کی ہے۔ کتاب پیغام صلح میں اس کا اظہار ہے۔ اس کا منشاء یہ تھا کہ ہندوستان میں قومی حکومت نہیں ہو سکتی۔ جب تک وہ سب مختلف قومیں جو اس میں آباد ہیں۔ اور جو ایک دوسری سے اختلاف رکھتی ہیں مل نہ جائیں جب تک ایسی قومیں یک جان نہ ہونگی۔ کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی ان قوموں میں وحدت ہو۔ ان کا ایک مرکز ہو۔ اور ان سب کے لئے ایک ہی لیڈر ہو۔ تو قومی حکومت قائم ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کے دوش بدوش ہندوستان میں سب سے بڑی جو قوم آباد ہے وہ ہندو قوم ہے اسے کہا کہ بہترین صورت ایسی قومی حکومت کے قیام کے لئے یہ ہے کہ تم اسلام اختیار کرو۔ لیکن اگر کسی وجہ سے اسلام اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو مجمل طور پر کلمہ کو مان لو۔ تم لوگ مسلمانوں کے پیغمبروں اور دوسرے بزرگوں کو گالیاں دیتے ہو۔ اس وجہ سے بھی دشمنی ہے۔ اگر تم گالیاں دینی چھوڑ دو۔ تو پھر ہو سکتا ہے کہ ایک حکومت ہو۔ ہم سیاسی رنگ میں ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں۔ مگر مذہبی رنگ میں جمع ہونے کا یہی طریق ہے۔ کہ تم اسلام قبول کر لو۔ اور یہی سب سے بہتر جمع ہونا ہے۔

تبلیغ کرو

میں اس موقعہ پر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ تبلیغ کرو تبلیغ کے لئے میدان بہت وسیع ہے۔ ہندوؤں میں کرو۔ سکھوں میں کرو۔ مسلمانوں میں کرو۔ بعض ہمارے دوست کہدیتے ہیں کہ ہندو کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں۔ یہ بات اگر کسی غیر احمدی کی طرف سے کہی جائے تو خیر۔ لیکن احمدی قوم سے یہ سنکر افسوس ہوتا ہے۔ اور یہ بات ہے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف و رؤیا کے خلاف۔ دنیا میں نبی جو آتے ہیں وہ حیرت انگیز کام کرتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ وہ ان کا کام نہیں ہوتا خدا کا ہوتا ہے۔ ہم بے شک ہندوؤں کو مسلمان نہیں کر سکتے۔ لیکن خدا تو کر سکتا ہے۔ مگر اس کی طاقت کے اظہار کے لئے آپ لوگ سعی کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ جو تغیرات ہندوؤں میں ہوئے۔ مثلاً لیکھرام آپ کی پیشگوئی کے مطابق مر گیا۔ ان کو آپ پیش کر سکتے ہیں۔ حضرت موسیٰ ؑ کہاروں کی قوم کی طرف آئے تو خدا تعالےٰ نے ان کو بادشاہ بنا دیا۔ کیا اس سے یہ زیادہ ناممکن ہے کہ ہندو مسلمان ہو جائیں۔ اسی طرح عرب بُت پرست تھے۔ توحید سے بالکل نا آشنا ہو چکے تھے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم آئے۔ کفر ٹوٹ گیا۔ وحدت پیدا ہو گئی۔ توحید پھیل گئی۔ اسی طرح ہندوستان کا مُسلمان ہو جانا کوئی تعجب انگیز نہیں۔ خدا تعالےٰ نے جو اس میں نبی بھیجا۔ تو اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ اس میں تبلیغ کی جائے۔ اور جب مذہبی تبلیغ کی جائے گی۔ تو پھر یہ بات آپ ہی حاصل ہو جائے گی کہ حکومتیں اور سلطنتیں مل جائیں۔ پس آپ ان سیاسی امور کو لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ اور کہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مان لیں۔ تو حکومت مل جائیگی۔ سلطنت کا انکو بہت شوق ہے۔ ممکن ہے کہ اس کی خاطر ہی مسلمان ہو جائیں۔

اہلِ حدیث کی غلط بیانی

اہل حدیث ۲۲ر جنوری میں ایک شخص نے "مقدمہ نبوت مرزا" کے عنوان سے مضمون لکھتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے۔ "یہاں تک کہ عین بہاء اللہ کی تحریر کو ترجمہ کر کے مرزا صاحب نے رکھ دیا ہے۔ اور اپنے لئے نشان بنا لیا۔ فرق یہ ہے۔ کہ وہاں تحریر عربی یا فارسی ہے۔ تو یہاں اُردو یا پنجابی ہے۔ پس ایک شخص ۱۲۶۸ھ میں ایک بات کہہ گیا۔ دوسرا ۱۲۸۵ھ میں جنم لیتا ہے۔ پھر کیوں پچھلے کو پہلے کا مقلد نہ کہا جائے۔ سترہ برس کا عرصہ کم نہیں۔ تمام دلائل از بر ہو سکتے ہیں۔"

اس اعتراض کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے اپنے دعویٰ اور دلائل کی بنیاد بہائی کتب پر رکھی ہے۔ اور جو دعویٰ جناب بہاء اللہ کا تھا۔ وہی حضرت مرزا صاحب کا ہے۔ قرآن کریم و احادیث اور کتب تواریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس قسم کا اعتراض آج نیا اور انوکھا نہیں کہ حضرت مرزا صاحب پر آج کل کے مخالفین نے عاید کیا ہو۔ بلکہ گذشتہ انبیاء کے مخالفین بھی اپنے اپنے وقت کے برگزیدہ رسول و مظہر انسان پر ایسے ہی بے ہودہ اعتراض کرتے رہے۔ مثلاً قرآن پاک میں بار بار آیا ہے۔ کہ مخالفوں نے یہی کہا۔ ان ھذا الا اساطیر الاولین - ان ھذا الا خلق الاولین پھر احادیث و تاریخ سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعویٰ پیش کیا۔ تو لوگوں نے یہی کہا کہ ایسے خیالات کا بانی پہلے ابی کبشہ ہو چکا ہے۔ وہی خیالات اب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پیش کر رہے ہیں۔ یہ اعتراض کچھ ایسا زبان زد خلائق تھا۔ کہ عام طور پر گفتگو میں بھی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہدیا کرتے تھے۔ چنانچہ ابوسفیان رضہ نے بحالت کفر میں ہرقل بادشاہ کے سامنے گفتگو کی۔ تو اپنے ساتھیوں کو یوں کہا۔ لقد امر امر ابن ابی کبشہ (بخاری چھٹی حدیث) پھر یہی اعتراض حضرت مسیح پر بھی کیا گیا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "کیونکہ ان دنوں سے پہلے تھیوداس نے اُٹھ کر دعویٰ کیا تھا۔ اور تخمیناً چار سو آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔ مگر وہ مارا گیا۔ اور جتنے اس کے ماننے والے تھے۔ سب تتر بتر ہو گئے۔ اور مٹ گئے۔ اس کے بعد یہوداہ گلیلی اسم نویسی کے دنوں میں اُٹھا۔ اور کچھ لوگ اپنی طرف کر لئے۔ وہ بھی ہلاک ہوا" (اعمال باب ۵)

جس طرح ان یہود نامسعود نے تھیوداس یا یہوداہ گلیلی پر ہی سچے مسیح کو قیاس کر کے انکار کی لعنت کا ہار اپنے گلے میں ڈالا تھا۔ اور جس طرح کفار قریش نے ابن ابی کبشہ کہنے سے عذرات واہیہ پیش کرتے ہوئے۔ آفتاب صداقت کا انکار کیا۔ اسی طرح ہمارے مخالفین بھی حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی صداقت کے آگے ایسے لاطائل عذرات پیش کرتے ہیں۔ اور اپنی طرف سے حضرت صاحب کی تکذیب پر دلیل ٹھیراتے ہیں حالانکہ یہی اعتراض حضور کی صداقت پر بین دلیل ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے منجملہ دیگر معیاروں کے صادق کے لئے یہ بھی معیار قرار دیا ہے۔ ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک - اے رسول تیرے متعلق وہی کچھ کہا جا رہا ہے۔ جو تجھ سے پہلے رسُولوں کے متعلق ان کے مخالفین نے کہا۔ پس ضروری تھا۔ کہ آج کل کے مخالفین اسی قسم کے اعتراض حضرت مرزا صاحب پر کرتے۔ تا تشابھت قلوبھم کی صداقت آج پھر جلوہ دکھاتی۔ مگر ایسے معترضین کو سوچنا چاہیئے۔ کہ ایسے اعتراضوں سے انہوں نے کن لوگوں کی معیت حاصل کی۔

اگر معترض صاحب کا اعتراض حقیقت پر مبنی تھا تو جہاں یہ دعوے کیا تھا۔ وہاں بعض عبارتوں کو بھی اس طرح پیش کر دیتے۔ کہ ایک طرف جناب بہاء اللہ کی تحریر ہوتی۔ اور دوسری طرف حضرت مرزا صاحب کی۔ تا عربی دان اور فارسی سے واقفیت رکھنے والے لوگ ان کے دعویٰ کی صداقت معلوم کر لیتے۔ مگر چونکہ معترض صاحب نے محض دھوکہ دہی اور غلط فہمی میں ڈالنے کی غرض سے یہ اعتراض کیا۔ اس لئے وہ ہرگز ہرگز اس بات سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ کہ اپنے دعویٰ کے مطابق وہ ایک طرف جناب بہاء اللہ کی تحریر رکھیں۔ اور دوسری طرف حضرت مرزا صاحب کی ایسی تحریر رکھیں۔ جو بقول ان کے بالکل ان کا ترجمہ ہو۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی خیال رہے۔ کہ وہ تحریر حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے متعلق ہونی چاہیئے۔ اور وہ قرآن شریف اور احادیث سے مستنبط نہ ہو۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعوے اور دلائل کی بنیاد قرآن کریم اور احادیث پر رکھی ہے اگر جناب بہاء اللہ نے اپنے دعوے کی بنیاد قرآن شریف اور احادیث نبویہ پر قائم کی ہو۔ تو اس سے حضرت صاحب کا نقال ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مسلمانوں کی ہدایت اور رہبری کے لئے جس کسی مہدی و مسیح نے ایک وجود میں یا بقول مخالفین علیحدہ علیحدہ وجودوں میں آنا تھا۔ اس نے اپنے دعویٰ و دلائل کا استنباط و استخراج بہر حال قرآن کریم و حدیث سے ہی کرنا تھا۔ خواہ وہ مدعی اصلاح سچا تھا جیسے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام تھے یا جھوٹا جیسے جناب بہاء اللہ یا دیگر مدعیان مہدویت جو گذر چکے ہیں۔

نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر جناب بہاء اللہ صاحب نے کسی جگہ دبی زبان سے خدا تعالیٰ کو علیحدہ ہستی مانتے ہوئے اس کی صفات کا ذکر کیا ہو۔ یا توحید پر دلائل قائم کئے ہوں یا پہلے نبیوں میں سے کسی کی تعریف کی ہو۔ اور حضرت مرزا صاحب نے بھی چونکہ توحید باری تعالیٰ یا صفات باری تعالیٰ کو اپنی کتب میں ثابت کیا ہے۔ یا انبیاء کرام کی توصیف و تعریف کی ہے اور ان کی سچائی پر دلائل قائم کئے ہیں۔ تو یہ بھی نقل نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب اور جناب بہاء اللہ صاحب میں یہی معیار فرق نہیں کہ حضرت مرزا صاحب اس کی ہر بات کی تغلیط کریں۔ اور اس کے اُلٹ چلیں۔ بلکہ حق کو حق کہنے کے علاوہ دیگر مسائل و اجتہادات کلام یا دعویٰ دلائل وغیرہ سے دعویٰ اور دلائل کی نقل "یا ترجمہ" ثابت کریں۔ تب بات ہے۔

اور سنیئے! عیسائی لوگ بھی قرآن کریم کے متعلق یہ دعوے پیش کرتے ہیں۔ کہ تمام بائبل کی نقل ہے۔ جیسے کفار مکہ کہتے تھے۔ کہ اساطیر الاولین اکتتبھا فھی تملی علیہ بکرۃ و اصیلا۔ چنانچہ اس دعویٰ پر عیسائی لوگوں نے کئی دلائل بھی قائم کئے ہیں۔ حالانکہ موجودہ بائبل وہ تورات ہی نہیں جو پہلے تھی۔ بلکہ آج کل کی بائبل ایک شخصی تصنیف کی طرح ہے۔ جس میں بہت کچھ ملاوٹ انسانی خلاف عقل و نقل باتیں ہیں۔ ہاں کچھ صحیح باتیں بھی ہیں۔ اسی طرح جناب بہاء اللہ صاحب کی کتب میں جو صحیح بات ہے۔ یا بفرض محال روحانیت سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ قرآن کریم سے اخذ کی گئی ہے۔ اس لئے ایسی باتیں ضرور حضرت مرزا صاحب نے بھی اپنی کتاب میں لکھی ہیں۔ مگر نہ نقل کرتے ہوئے۔ بلکہ علم الٰہی و فیوض باطنیہ سے جیسے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اُترے ہوئے قرآن پاک کی باتیں خدا تعالیٰ سے عطا کردہ تھیں۔ نہ نقل شدہ گو ان میں تطابق تھا۔ پس جیسے عیسائی اپنے قول میں غلطی پر ہیں۔ ویسے ہی معترض صاحب بھی غلطی پر ہیں۔

خاکسار غلام احمد (مولوی فاضل) از قادیان

نظم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی شان

(از شیخ احسان علی صاحب قادیان)

شکر صد شکر ترا ناصرِ کامِ محمود
تونے محمود کو بخشا ہے مقامِ محمود

دیں کے معرکہ میں فتح نمایاں ہوگی
آج اسلام کا جنرل ہے امامِ محمود

نشۂ الفتِ حق تا بقیامت نہ گھٹے
مجھکو مل جائے اگر بادۂ جامِ محمود

حسنِ احساں میں ہے حضرت احمد کا نظیر
کیوں نہ ہو زندہ کن خلق کلامِ محمود

کل جسے کہتے تھے ناداں کہ اک بچہ ہے
آج وہ دیکھ لیں آنکھوں سے نظامِ محمود

دیکھو ابلیس بنا دے نہ کہیں کچھ دابا
ابنِ آدم کی سعادت ہے سلامِ محمود

اس کا کوچہ نہ بنے وادیٔ ایمن کیونکر
طور کا جلوہ دکھا دیتا ہے بامِ محمود

دین و دنیا کے وہ احسان سے منہ توڑتے ہیں
بادب و شوق سر لیتے ہیں جو نامِ محمود

وصیت نمبر ۲۳۳۹

میں رکن الدین ولد حسن دین قوم ارائیں ساکن لودھیانہ محلہ چھاؤنی تحصیل و ضلع لدھیانہ کا ہوں۔ جو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ ٹم ٹم معہ ایک اسپ جس کی قیمت ۱۳۰ روپیہ ہے۔ اور ایک جوڑا نقرہ جس کی قیمت ۱۰ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری ماہوار آمد ... ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز جائداد مندرجہ بالا اور کسی ایسی جائداد کا جو مجھے بذریعہ وصیت یا ہبہ یا وراثت ملے یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو۔ جس کا ۱/۱۰ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ... کر دیا ہو۔ میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا ہو دیا جائیگا۔ الموصی نشان انگوٹھا رکن الدین بمقام قادیان لکھی گئی۔ گواہ شد۔ منشی عبد الکریم قادیان گواہ شد۔ بقلم خود عبد العزیز بٹالوی۔ گواہ شد۔ محمد جی نمبردار عثمان پور

وصیت نمبر ۲۳۴۶

میں مسماۃ جیواں زوجہ میاں رکن الدین ارائیں ساکن لدھیانہ محلہ چھاؤنی تحصیل و ضلع لدھیانہ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ زیورات قیمتی ۱۴۶ روپیہ جو کہ مہر میں مجھ کو ملے ہوئے ہیں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میری وفات کے وقت میری کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز جو رقومات میں اپنی زندگی میں بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر جاؤں۔ وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیں گی۔ ۲/۱۲/۱۶ بمقام قادیان۔ گواہ شد:۔ رکن الدین خاوند موصیہ العبد۔ نشان انگوٹھا موصیہ زوجہ میاں رکن الدین۔ گواہ شد:۔ منشی عبد الکریم کاتب الحروف عبد العزیز بٹالوی۔

وصیت نمبر ۲۳۸۳

میں (ڈاکٹر) محمد شفیع ولد مہربان علی قوم شیخ صدیقی ساکن ساڈھورہ تحصیل نرائن گڑھ ضلع انبالہ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری اس وقت کوئی جائداد نہیں البتہ ... ماہوار تنخواہ کا ملازم ہوں۔ لہذا اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ باقاعدہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراتا رہوں گا (تا زیست) جوں جوں آمدنی بڑھتی یا کمی ہوتی رہیگی۔ حصہ موعودہ میں بھی کمی بیشی ہوتی رہے گی۔ نیز یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی ایسی جائداد میری پیدا یا ثابت ہو جو حصہ آمد ماہوار سے تو نہ بنی ہو۔ بلکہ کسی اور طریقہ سے مل جائے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (نوٹ) وصیت یکم مارچ ۱۹۲۶ء سے تصور ہوگی۔ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۶ء۔ الموصی خاکسار محمد شفیع ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ سرجن کبیر والہ۔ گواہ شد۔ خاکسار صالح محمد سکرٹری انجمن احمدیہ علی پور ملتان بقلم خود گواہ شد۔ محمد فاضل احمدی سکنہ کبیر والہ بقلم خود

وصیت نمبر ۲۳۸۴

میں ہاجرہ بیگم زوجہ ڈاکٹر محمد شفیع قوم شیخ صدیقی ساکن ساڈھورہ تحصیل نرائن گڑھ ضلع انبالہ حال وارد کبیر والہ ضلع ملتان کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کرائی جاویگی۔ موجودہ جائداد زیورات قیمتی ۸۰۰ صد روپیہ ہیں۔ پیشتر میں اپنا حق مہر تمام چندہ مسجد برلن میں دے چکی ہوں۔ جو جماعت حصار میں داخل ہو اتھا۔ اگر میری زندگی میں جائداد بڑھ جائے۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ہاجرہ بیگم موصیہ۔ گواہ شد۔ خاکسار محمد شفیع ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ سرجن کبیر والہ۔ گواہ شد۔ خاکسار صالح محمد سیال سکنہ باگڑ ملتان بقلم خود

وصیت نمبر ۲۳۴۴

میں غلام قادر ولد ساون قوم گکھڑ ساکن رہتال تحصیل رجوری ضلع ریاسی کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت قیمتی ۳۰۰ روپیہ کی ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ کاشتکاری پر ہے۔ جو کہ ششماہی آمد للعہ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد مندرجہ بالا نیز ایسی کسی اور جائداد کا جو مجھے بذریعہ وصیت یا ہبہ یا وراثت ملے یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اپنی زندگی میں ادا نہ کر دیا ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک میری وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ کاتب الحروف شیخ امام الدین بمقام قادیان لکھی گئی۔ گواہ شد۔ فضل الدین بھی سکنہ رہتال۔ العبد۔ غلام قادر الموصی۔ گواہ شد۔ شیخ الدین چھچھوڑ سیالکوٹ

وصیت نمبر ۲۳۵۵

میں سردار بیگم زوجہ شیخ رفیع الدین احمد ساکن زنگڑ ننگل تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائداد زیور طلائی و نقری قیمتی ۵۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ نیز آئندہ کیلئے بھی یہ وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری وفات پر اس کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر ایسی جائداد میں سے کچھ حصہ میں اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالہ کردوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ مہر میں نے چھوڑ دیا ہوا ہے۔ شرط اول کے تحت داخل کرتی ہوں۔ ۲۶/۲/۹ گواہ شد۔ شیخ رفیع الدین احمد خاوند موصیہ العبد۔ سردار بیگم بقلم خود۔ گواہ شد۔ عبد الغنی نائب تحصیلدار سب تحصیل قبولہ ضلع منٹگمری

وصیت نمبر ۲۳۵۴

میں سارہ زوجہ غلام قادر قوم بھٹی ساکن رہتال تحصیل رجوری ضلع ریاسی ریاست جموں کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت زیور۔ مہر۔ مال مویشی قیمتی ۱۷۰ صد روپیہ کی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور جو رقومات میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر جاؤں وہ حصہ موعودہ سے منہا کر دی جائیں گی۔ فقط کاتب الحروف شیخ امام الدین احمدی سید والہ ۲۶/۲/۱۲ بمقام قادیان لکھی گئی۔ گواہ شد:۔ نشان انگوٹھا غلام قادر خاوند موصیہ۔ العبد:۔ نشان انگوٹھا سارہ۔ گواہ شد: فضل الدین ساکن رہتال بقلم خود

وصیت نمبر ۲۳۶۹

میں کرم بی بی زوجہ رحیم بخش قوم لوہار ساکن خانانوالی تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد للعہ روپیہ جو کہ حق مہر کی ہے۔ اس میں سے ۱/۱۰ حصہ جائداد کی وصیت کرتی ہوں۔ اور اگر آئندہ میری کوئی جائداد بڑھے گی۔ تو میں اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کردونگی۔ اگر میں فوت ہو جاؤں تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو اختیار ہو گا۔ کہ میرے وارثان سے وصول کرے۔ اور دیگر کوئی قواعد نئے جاری ہونگے۔ تو ان کی بھی پابند ہوں گی۔ ۲۶/۲/۱۵ الموصیہ کرم بی بی زوجہ رحیم بخش۔ گواہ شد:۔ خدا بخش سکنہ میانوالی بقلم خود گواہ شد:۔ بقلم خود رحمت خاں۔ گواہ شد:۔ رحیم بخش خاوند موصیہ

وصیت نمبر ۲۳۵۸

میں محمد الدین ولد بھولا قوم گھسیار ساکن تدوکے ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور جو رقومات میں اپنی زندگی میں بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ مذکور کر جاؤں۔ وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جائینگی۔ میری موجودہ جائداد مانگی قیمتی ۵۰۰ روپیہ اور مکان قیمتی ۲۰۰ روپیہ ہے۔ فقط ۲۶/۲/۱ الموصی:۔ محمد الدین ولد بھولا۔ گواہ شد: مرزا احمد حسین سکرٹری جماعت احمدیہ ترگڑی۔ گواہ شد:۔ نور الدین احمدی بقلم خود سکنہ ترگڑی

وصیت نمبر ۲۳۷۴

میں احسان علی ولد ڈاکٹر فیض علی صابر قوم شیخ ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے۔ آمد میری ماہوار ... ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ ۱/۱۰ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ جو مجھے بطور وراثت یا ہبہ حاصل ہو گئی ہو۔ یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو جس کا ۱/۱۰ حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں نہ کر دیا ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط والسلام۔ ۱۷ فروری ۱۹۲۶ء۔ گواہ شد:۔ دستخط انگریزی خلیفہ رشید الدین صاحب۔ العبد:۔ احسان علی عفی اللہ عنہ کمپونڈر نور ہاسپٹل قادیان

کارخانہ امرت دھارا کی سلور جوبلی کی خوشی میں ۳۱ مئی ۱۹۲۶ء تک امرت دھارا (صابن و میٹھی ٹکیاں) ۳/۴ قیمت پر اور باقی ادویات و کتب نصف قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست آپ کے پاس نہیں تو جلدی منگوالیں۔ اس حساب سے امرت دھارا اڑھائی روپیہ والی عہ۱ میں سوا روپیہ والی عہ میں اور آٹھ آنے والی ۶ میں بک رہی ہے۔
خط و کتابت و تار کے لیے پتہ: امرت دھارا لاہور

باجلاس جناب میاں عبد المجید خاں صاحب عدالتی بہادر۔ رانج کپور تھلہ۔
شپ دت رام ولد گوبند رام ذات برہمن سکنہ سرائے چھتالہ تحصیل سلطانپور ڈگریدار۔

بنام

سمال ولد ہادی ذات ... سکنہ ... حال میری پور۔ تحصیل سلطانپور۔ مدیون۔

انفصال سماعت

حلفیہ بیان ڈگری دار سے ظاہر ہے۔ کہ مدیوں کی سکونت لاپتہ ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدیون ۲ر بیساکھ سمت ۸۳ اصالتاً یا مختاراً حاضر عدالت ہوکر جواب دہی بسبب ڈگری کی کرے۔ ورنہ عدم حاضری میں خلاف اس کے سلوک قانونی ہوگا۔ تحریر ۲ر چیت سمت ۸۲

مہر عدالت — دستخط حاکم

بعدالت لفٹننٹ کرنل ایف سی نکلسن۔ آئی اے ڈسٹرکٹ جج انچارج لیکوڈیشن ورک لاہور

دربارہ انڈین کمپنی ایکٹ نمبر ۷ بابت ۱۹۱۳ء اور پنجاب سنٹرل بینک زیر لیکوڈیشن۔ لاہور۔

مذکورہ بالا بینک کے قرضخواہوں کو چاہیئے۔ کہ یکم مئی ۱۹۲۶ء کو یا اس سے قبل اپنے اپنے نام مع پتہ و تفصیل قرضہ و دعاوی یا اپنے مختار کا نام و پتہ (اگر کوئی ہو) دیوان شمشیر چند بیرسٹر ایٹ لاء و لالہ ہیرانند آفیشل لیکوڈیٹر مندرجہ بالا بینک کو میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر روانہ کردیں۔

اور اگر آفیشل لیکوڈیٹر بذریعہ نوٹس تحریری کسی قرضخواہ کو طلب کرے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ وہ خود یا بذریعہ اپنے مختار یا وکیل کے اپنے قرضہ جات و دعاوی کو ثابت کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ کورٹ لاہور میں مقررہ وقت پر جو نوٹس دیا گیا ہوگا۔ حاضر ہو۔ ورنہ عدم پیروی میں وہ ان فوائد سے محروم ہو جائیں گے۔ جو قبل ثبوت قرضہ جات کے بحصہ رسدی ان کو ملنے تھے۔

۸ مئی ۱۹۲۶ء ۱۰ بجے ڈسٹرکٹ کورٹ لاہور سماعت قرضہ جات و دعاوی کے لئے مقرر ہے۔

مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۲۶ء — دستخط
ڈسٹرکٹ جج انچارج لیکوڈیشن ورک لاہور

ماہ رمضان میں،

جس قدر ہمارے الارم ٹائم پیس فروخت ہوتے ہیں۔ شاید سال بھر میں بھی نہیں ہوتے ہونگے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ ہماری ایجنسی مضبوط اور بالکل صحیح وقت دینے والی پائدار گھڑیاں کلاک۔ اور الارم ٹائم پیس منگوانے اور سستی فروخت کرنے میں مشہور ہے۔

۱۔ الارم ٹائم پیس قسم بڑھیا۔ ریڈیم جو رات کے وقت بغیر روشنی کے وقت بتلاتا ہے۔ قیمت عـــہ
۲۔ الارم ٹائم پیس بغیر ریڈیم۔ قیمت ۵ـــہ
۳۔ الارم ٹائم پیس مقبول عام قیمت ۶ـــہ
۴۔ جیبی گھڑی سیکنڈ کی سوئی والی قیمت ۸ـــہ
۵۔ جوڑیدار نہایت فینسی سنہری گھڑی۔ جو مستورات نے بہت پسند فرمائی ہے۔ قیمت ۸ـــہ
۶۔ رسٹ واچ سنہری فینسی بڑھیا۔ جو مرد اور عورتیں دونو استعمال کرسکتے ہیں۔

پتہ:
مفید عالم ایجنسی ع۹ لودھیانہ پنجاب

رجیونیٹر
قوت کی لاثانی و بےنظیر دوائی

جو بوڑھوں جوانوں بچوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ بکثرت خون صالح پیدا کرکے اعضاء رئیسہ کو قوت بخشتی ہے۔ مفرح قلب ہے۔ اعصابی امراض کے لئے اکسیر۔ دق و سل و دمہ کے مریضوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ۔ عورتوں کے خاص امراض کا مؤثر و مجرب علاج۔ محافظ حمل و دافع مرض اٹھرا۔ پیدائشی کمزوریوں کے لئے موجب توانائی۔ تندرستوں کے لئے محافظ صحت۔ جلد منگوایئے فی شیشی مکمل علاج خوراک ایک ماہ ہے۔

ایس اے حکیم اکرمی سنجولی پوسٹ آفس شملہ

اشتہار میں غلطی ہوگئی

ایک قطعہ اراضی واقعہ موضع بھینی بانگر جو قصبہ ملحق قصبہ قادیان ہے۔ چھ کنال بارہ مرلہ کا قطعہ جو کہ ۳۵ روپیہ مرلہ کے حساب سے ۱۳۲ مرلے مبلغ ۳۰۴۳ روپیہ پر قابل فروخت ہے۔ پہلے خریدار کو ترجیح دی جائیگی۔ ۲۰ مارچ کے اشتہار والا قطعہ فروخت ہوچکا ہے۔ اس کی درخواست نہ کریں۔

سید محمد عبد اللہ دار الفضل قادیان ضلع گورداسپور

آنکھ کی بےنظیر دوائی

... خدا کے فضل سے آنکھ کی ہر مرض کے لئے مفید ہے۔ امتحان شرط ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ نمونہ کا پیکٹ ایک آنہ محصولڈاک بذمہ خریدار

محمد احمد اینڈ کمپنی قادیان

الخطبہ

عاجز کو نکاح ثانی کی ضرورت ہے۔ جو عورت شریف خاندان اور باسلیقہ پڑھی لکھی خانہ داری سے بخوبی واقف ہو۔ عاجز کی عمر اکتیس سال اور قوم قریشی ملازمت گورنمنٹ مستقل تنخواہ اکسٹھ روپیہ دس روپیہ الاؤنس۔ اولاد کوئی نہیں۔ پہلی بیوی بوجہ دائم المریض اس قابل نہیں کہ اسکو ہمراہ رکھ سکے تاہم اس کی خاطر داری ہر طرح رکھتا ہوں۔ حشمت اللہ پوسٹل کلرک

ہندوستان کی خبریں

—— دہلی ۸ر مارچ۔ وائسرائے کے فوجی سکرٹری نے ایک غیر معمولی گزٹ شائع کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر میجسٹی ملکہ ڈاؤیگر (ڈنمارک) کا انتقال ہو گیا ہے۔ جو ملک معظم کی ممانی تھیں دربار لنڈن میں ۲۲ر مارچ ۱۹۲۶ء سے لے کر دو ہفتے تک عزاداری کی جائے گی۔

—— کلکتہ ۲۳ر مارچ۔ لیڈی بسنت کماری چٹرجی بیوہ سر پرتول چندر چٹرجی آنجہانی نے اپنے شوہر کی یادگار اپنے مکان پوری اسراد سوزی آشرم فری ہندو گرلس اسکول کلکتہ کو دیدیا ہے۔ اس غرض سے کہ پوری میں اس آشرم کی ایک شاخ کھولی جائے۔ لیڈی ممدوحہ نے دس ہزار روپیہ نقد دینے کا بھی وعدہ کیا ہے۔

—— لکھنؤ ۲۴ر مارچ۔ مقدمہ سازش کاکوری میں چار ملزمان نے اسپیشل مجسٹریٹ کے استفسار پر کہا۔ کہ ہم اپنا بیان عدالت سیشن میں ہی دینگے۔

—— بمبئی ۲۴ر مارچ۔ کرایہ کا ٹرانسپورٹ جہاز "نوشہرہ" آج صبح انڈین فوج کے لئے مزید گورہ کمک لے کر آیا ہے۔ جس میں ۱۵۴ افسران۔ ۲۸ وارنٹ افسران ۸۲۴ دیگر فوجی اور ۷۶ مستورات اور ۱۰۵ بچے ہیں۔

—— لنڈن ۲۴ر مارچ۔ نائب وزیر ہند نے دار العوام میں بتایا۔ کہ ۲۵-۱۹۲۴ء میں ہندوستان کے اندر سرکاری ریلویجات کا کل منافع ۲۵ لاکھ پونڈ ہوا جس میں سے ۵½ لاکھ پونڈ سرکاری مداخل میں شامل کئے گئے۔

—— لاہور۔ ۲۵ر مارچ۔ سنٹرل سکھ لیگ کے پانچویں اجلاس کی استقبالیہ کمیٹی نے لیگ مذکور کے اجلاس کے لئے جو کہ ۱۲ر اپریل سے ۱۴ر اپریل ۱۹۲۶ء تک لاہور میں منعقد ہوگا۔ مشہور گورونانک جہاز کے مہتمم بابا گوردت سنگھ جی کو اپنا پردھان منتخب کیا ہے۔

—— کلکتہ ۲۵ر مارچ۔ چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے ایک شخص کو ۱۵ روپیہ جرمانہ اور ایک ماہ قید سخت کی سزا دی۔ کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک تھپڑ مارا تھا۔ اس سے ایک سو روپیہ کی ضمانت بھی طلب کی گئی۔

—— حیدرآباد سندھ۔ ۲۵ر مارچ۔ کچھ دنوں سے مسلمانوں نے میونسپل کمیٹی کی زمین پر بلا اجازت ایک نماز پڑھنے کا چبوترہ تعمیر کر لیا تھا۔ جسے مسمار کرنے کا حکم کلکٹر پولیس نے نافذ کر دیا تھا۔ کل میونسپل انجنیئر۔ پولیس سپرنٹنڈنٹ اور ستر کانسٹیبلوں اور گھوڑ سواروں کی موجودگی میں اسے مسمار کرا دیا گیا ہے۔ احتیاطاً چاروں طرف سے راستے بند کر دیئے گئے تھے۔ اور ایک قیدیوں کی خالی ریل گاڑی بھی نزدیک کھڑی کی گئی تھی۔

—— کلکتہ ۲۳ر مارچ۔ سیٹھ آتما رام چرن داس اینڈ کمپنی نے کرنل فرینک جانسن جو پنجاب میں مارشل لا کے مظالم کیلئے بدنام ہو چکا ہے۔ اور دو اور کمپنیوں کے خلاف ساڑھے پندرہ لاکھ روپے ہرجانہ کا دعویٰ کیا ہے۔ معاملہ یہ ہے۔ کہ کرنل فرینک جانسن نے برہما میں تیل کے چشمے خریدے تھے۔ اور سیٹھ آتما رام چرنداس کو اپنا ایجنٹ برائے فروخت بنایا تھا اس پر ان کی کمپنی نے ۱۵½ لاکھ روپے پیشگی کرنل فرینک جانسن کو دیئے تھے۔ مگر اس نے انہیں کوئی تیل مہیا کر کے نہیں دیا۔

—— اجمیر۔ ۲۶ر مارچ۔ پرسوں شام آریہ سماج نگر کیرتن کا دن تھا۔ جس پر مسلمانوں اور آریوں میں فساد ہو گیا۔ طرفین کے کچھ آدمی زخمی ہوئے۔ گرفتاریاں ۱۲ آریہ سماجیوں کی کی گئیں۔

—— اخبار ہمدم لکھتا ہے۔ کل (جمعہ) ڈالی گنج کے بازار میں ۲ بجے دن کے۔ ایک ننگے مادر زاد بابا۔ جو جین مت کے بہت بڑے مہاتما بتائے جاتے ہیں تشریف لائے۔ پیچھے سینکڑوں جینی مہاجن عورت و مرد جے پکارتے ہوئے چل رہے تھے۔ باباجی کو وہ پارس ناتھ کے عالیشان جین مندر میں لے گئے۔ یہاں سنا جاتا ہے۔ کہ وہ کچھ روز تک قیام فرمائیں گے۔ جین مذہب کے ہزاروں مرد عورت دور دور سے آپ کے درشنوں کو آ رہے ہیں۔

ممالک غیر کی خبریں

—— پیرس ۱۴ر مارچ۔ حکومت سوویٹ زار روس کے پانچ کروڑ جواہرات یورپ اور امریکہ کی منڈیوں میں فروخت کرنا چاہتی ہے۔ خاندان زار کے باقی ماندہ افراد نے تہیہ کر لیا ہے۔ کہ وہ یورپ اور امریکہ کی عدالتوں میں مقدمات دائر کرینگے اور ان جواہرات کو فروخت نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے اپنے ایک وکیل کو نیویارک بھی بھیجدیا ہے۔ تاکہ اگر وہاں مذکورہ بالا جواہرات بکنے کو آئیں۔ تو وہ ان پر قبضہ جمالے۔ اور ان کو بکنے نہ دے۔

—— لنڈن ۲۴ر مارچ۔ سر چیمبرلین کی تقریر پر تنقید کرتا ہوا مارننگ پوسٹ رقمطراز ہے۔ اس وقت امن یورپ کے لئے اگر کوئی چیز بہت بڑا خطرہ بنی ہوئی ہے۔ تو وہ یہی جمعیت الاقوام ہے۔ ایک امریکن قوم نے اس لیگ کو ایجاد کر کے یورپ کے پیچھے باندھ دیا تھا۔ دوسری امریکن قوم نے اس کو بیکار کر دیا۔

—— بٹاویہ (دار الحکومت جاوا) ۲۴ر مارچ۔ آج شدید معرکہ آرائی کے بعد علاقہ آشین دار الحکومت سماٹرا کے ۱۳ باغی مع سرغنہ مارے گئے۔ حال ہی میں ایک ولندیزی (ڈچ) فوجی چوکی پر باغیوں نے حملہ کر دیا تھا۔ جس میں ایک سارجنٹ مارا گیا۔ اور ۲ سپاہی سخت زخمی ہوئے۔

—— مناڈو۔ ۲۴ر مارچ۔ ریاست جاوا میں ایک وطنی جہاز پر آگ لگنے اور بعد ازاں اس کے غرقاب ہو جانے سے ۱۰۰ جانیں ضائع ہوئیں۔

—— پیرس ۲۳ر مارچ۔ بیروت سے ایک مختصر پیغام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجاہدین نے قطنہ پر حملہ کیا۔ جنڈرمہ (پولیس) کے کپتان کو قتل کر دیا۔ اور بہت سے آدمیوں کو قید کر لیا۔

—— رگبی۔ ۲۶ر مارچ۔ وزیر اعظم مسٹر ریمزے میکڈانلڈ، لارڈ آکسفورڈ اور مسٹر ہارڈی کے دستخطوں سے جو درخواست شائع ہوئی تھی۔ کہ شیکسپیئر میموریل تھیٹر کی از سر نو تعمیر کے لئے ڈھائی لاکھ پونڈ جمع کئے جائیں۔ اس کے پہلے دن کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا ہے۔ کہ پانچ ہزار پونڈ جمع ہو گئے۔ نیا تھیٹر اس پرانے کی جگہ بنایا جائے گا۔ جو آگ سے تباہ ہو گیا۔

—— پیرس ۲۶ر مارچ۔ بیروت کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ بے شمار دروزیوں نے دمشق کے مغرب میں قطانہ پر حملہ کیا۔ اور اس کو محصور کرنے کے بعد آگ لگا دی۔ سواروں کے چار دستوں نے ہوابازوں کی مدد سے جوابی حملہ کیا۔ دروزی پسپا ہو گئے۔ اور اپنے ایک سو مردے وہاں کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

—— واشنگٹن ۲۵ر مارچ۔ مسٹر کیلوگ کے ساتھ گفت و شنید کرنے کے بعد سینیٹر بوراہ نے اعلان کیا۔ کہ امریکنوں کے مطالبات یہ ہیں۔ کہ ان کا جو اسباب فرانس اور برطانیہ نے ناکہ بندی کے ان دنوں میں گرفتار کر لیا تھا۔ جبکہ امریکہ غیر جانبدار تھا امریکنوں کو واپس ملنا چاہیئے۔

—— لنڈن ۲۵ر مارچ۔ ریوٹر کا نمائندہ متعینہ شنگھائی بیان کرتا ہے۔ کہ چین کے چینی اور روسی بالشویکوں اور روس کے انتہا پسند بولشویکوں اور محض بولشویکوں میں پھوٹ پڑ گئی ہے۔ روس کے کمیونسٹ (انتہائی) چاہتے ہیں۔ کہ چینی کمیونسٹوں کے لیڈر چیانگ کو نکال دیں۔ چیانگ (چینی بولشویک) نے روسی کمیونسٹوں کے بہت سے لیڈروں اور مدرسہ وہمپو کے بہت سے فوجی معلموں کو گرفتار کر لیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے چیانگ نے تمام روسی کمیونسٹوں کو کینٹن سے نکال دینے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

—— پیکن ۲۶ر مارچ۔ پیکن کے اطراف میں چالیس ہزار کمیونچن فوجیں پھیلی ہوئی ہیں۔ جو احکامات کا برابر انتظار کر رہی ہیں۔ لیکن لیڈروں کی حالت یہ ہے۔ کہ وہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ فوجیوں میں سے بعض کی خواہش تو یہ ہے۔ کہ وہ کلگان واپس ہو جائیں۔ اور بعض اس امر کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ انہیں سرداروں میں جو تصفیہ ہو اس کا انتظار کرنا چاہیئے اسی اثنا میں چانگ تسولن اور وو پیفو کی متحدہ فوجیں پیکن کی طرف سبقت کر رہی ہیں۔

منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا